فی سبیل اللہ سرمایہ کاری کا عظیم الشان منصوبہ
لاکھوں لوگوں تک دینی پیغام پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں
دینی مدارس کے غریب مسکین، نادار اور مستحق طالب علموں کی علمی پیاس بجھانے کے لیے
ملک بھر کی لائبریریوں میں مطالعہ کے لیے
دنیا بھر میں ادارہ آب حیات ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام شائع ہونے والی دینی کتابیں، دینی رسائل اور دینی جرائد علم کے پیاسے غریب، نادار اور اصل مستحقین تک پہنچانے کے لیے جو دینی کتابیں، رسائل اور دینی جرائد حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، ان تک دینی کتابیں، دینی رسالے اور دینی لٹریچر پہنچانے میں آگے بڑھیے
اس صدقہ جاریہ میں ہمارا ساتھ دیجیے، قیامت تک جاری و ساری رہنے والے اس کام کو پھیلانے اور عام کرنے میں ہمت کیجیے اور آگے بڑھیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حق دار بنیے
فی حصہ 5,000 روپے اندرون ملک کتابیں پہنچانے کے لیے
فی حصہ 10,000 روپے بیرون ملک کتابیں پہنچانے کے لیے
عام فی کس 1,000 روپے اندرون ملک رسائل کی ترسیل
لائسنس نمبر: 9236/L1088
اکاؤنٹ نمبر: Code#140540
Title:AAB E HAYAT
Account No 10009037460011
Allied Bank Wahdat Roa Branch Lahore
معراج النبی
نماز کتاب
تپتے صحرا
فضائلِ مسجد
بیت المقدس
بسم اللہ الرحمن الرحیم
شراب خانہ خراب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں
تالیف
محمود الرشید حدوٹی
قافلہ الیاسی کا آخری سپاہی
پاکستان کے خلاف گہری سازش
پیغام توحید
خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام
ادارہ آب حیات ٹرسٹ لاہور
غوث گارڈن 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ
رابطہ نمبر: 0300-0321-9458876
0300-0313-6494672

ہاشمی گھرانہ
آپ کے گھرانے کے لئے
Hashmi Honey
Hashmi Ispaghol
اسپغول
Hashmi Joshanda
Relieves cold and cough

هوالشافی
هیپاٹائٹس.B
اور
هیپاٹائٹس.C
کا علاج ہم بھی کرتے ہیں
میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ ہیپاٹائٹس بی اور سی کا علاج نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی دوا نہ ہو۔15 سے 90 دن کے علاج کے بعد اپنی مرضی کی لیبارٹری سے رپورٹ کروائیں بیرون ملک جانے والے ہزاروں افراد اپنی رپورٹس Ve– کرواکر بیرون ممالک جاچکے ہیں۔
ہومیوادویات کے ہوتے ہوئے
دل کا بائی پاس کیوں؟
دل کے والز کا لیک ہونا۔ دل کا بڑھ جانا۔ سینے کی گھٹن کا علاج
آرٹریز کی بلاکج
دل کا تیز دھڑکنا
انجائنا
شوگر کا یقینی علاج
شوگر اب لاعلاج نہیں، آپ کا لبلبہ ٹھیک ہو جائے تو آپ بالکل ٹھیک ہو سکتے ہیں، شوگر کا مکمل علاج کروائیں، شوگر کنٹرول کرنے کی بجائے اپنے لبلبے کا علاج کروائیں، انسولین، انجکشن اور پرہیز سے مکمل نجات پائیں۔
بے اولادی کا مکمل علاج موجود ہے
سپرم رپورٹ چاہے کمزور ہو یا مکمل نیگٹو اللہ کے فضل سے ہزاروں مریض شفاءیاب ہو چکے ہیں، اللہ شافی ہے۔
گُردہ فیُل
مکمل علاج ڈائیلاسس کے بغیر
ہومیوپیتھک ادویات سے مکمل علاج
کینسر کی تمام اقسام قابل علاج
پتہ کی پتھری
الحمدللہ ہمارے طریقہ علاج سے پتہ کی پتھریاں ریزہ ریزہ ہو کر نکل جاتی ہیں اور آپریشن کروا کر پتہ ضائع کروانے کی نوبت نہیں آتی۔
ہومیوپروفیسر ڈاکٹر آر اے امتیاز (ایم اے ڈی ایچ ایم ایس)
75۔امین پارک۔صابر ہوٹل والی گلی۔سکیم موڑ ملتان روڈ لاہور
آنے سے پہلے رابطہ کریں 0300-4212350.03224212350

حکومت پاکستان کی وزارت اطلاعات سے منظور شدہ، قومی ایوارڈ یافتہ میگزین
ماہنامہ
آب حیات
لاہور
جلد: ۲۱، شمارہ: ۹
ستمبر ۲۰۲۱
نگران
حضرت مولانا قاری عبدالسلام حدوٹی صاحب حفظہ اللہ
مہتمم جامعہ دارالقرآن علیوٹ مری
مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب حفظہ اللہ
پرنسپل جامعہ رشیدیہ لاہور
جامعہ رشیدیہ غوث گارڈن ii جی ٹی روڈ مناواں، لاہور کینٹ
قیمت شمارہ ۳۰ روپے
سالانہ 500/= روپے
ششماہی 250/= روپے
E-mail: mahmoodhadoti@gmail.com
www.facebook/mahmoodhadoti
Cell:-0321-9458876,0300-9458876
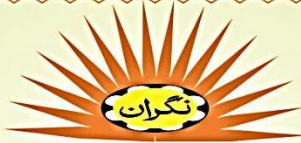
شان کے لشکارے
روشن کپڑے سارے
شان
606 مارکہ
سوپ
کپڑوں کی شان بڑھائے شان سوپ
محبوب انڈسٹریز پرائیوٹ لمیٹڈ
125.A قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ، شان روڈ، کوٹ لکھپت، لاہور پاکستان
UAN:042111117426

ماہنامہ آب حیات لاہور (ستمبر ۲۰۲۱)

روک سکو تو روک لو

نورِ حق کی کرنیں عالمتاب ہوا کرتی ہیں، حق بلند ہونے کے لیے اٹھتا ہے اور بلند سے بلند تر ہوتا چلا جاتا ہے، اس کی ایک کرن کو روکنے کی سازش کی جاتی ہے تو ہزاروں کرنیں مزید جنم افروز ہو جاتی ہیں، آفتاب حق کو بجھانے کی ہر دور میں کاوشیں بروئے کار لائی گئیں مگر سب بے کار گئیں۔

نورِ حق بجھانے کی کوشش کرنے والوں کو آج دنیا اچھے لفظوں سے یاد نہیں کرتی بلکہ انہیں دِیدہ عبرت سے دیکھتی ہے، جتنے حکمران، سلاطین، جابر، ستمگر شمع حق کو منہدم کرنے کی کوشش کرتے رہے آج وہ منوں مٹی تلے ریزہ ریزہ ہو کر پڑے ہیں، ان کا تاریخ میں کوئی احسن کارنامہ مذکور نہیں ہے، مگر حق والوں کی داستانیں سن اور پڑھ کر آج بھی دنیا محوِ حیرت ہے کہ کن کن جاں گسل وادیوں سے گزر کر ان لوگوں نے شمع حق کو فروزاں رکھا، اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا مگر شمع حق کو بجھنے نہیں دیا۔

آج سے دو دہائیاں قبل یعنی بیس سال پہلے کی بات ہے، رات کی تاریکی میں دنیا کے جابر ستم گر، دہشت گرد، انسانیت پر مظالم ڈھانے والے، انسانوں کے چیتھڑے نت نئے اسلحہ سے اڑانے والے، انسانی بستیوں پر ایٹم بم گرا کر انہیں تاخت و تاراج بنانے والے اسلامی ملک افغانستان پر چڑھ دوڑے تھے۔

افغانستان میں اس وقت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں طالبان کی امارت اسلامی قائم تھی، امارت اسلامی کو وجود میں آئے کوئی چھ سال ہی گزرے تھے کہ خود ساختہ، خانہ ساز سازش تیار کرتے ہوئے امریکی فرعون کی قیادت میں نیٹو افواج اپنے جدید ترین اسلحہ کے ساتھ افغانستان کے نہتے، بے یار و مدد گاران درویش صفت انسانوں پر ٹوٹ پڑی تھیں جن کی صدا صرف یہ تھی کہ اللہ کا دین اس دھرتی پر نافذ ہوگا، جن کا کہنا یہ تھا کہ ایک انچ زمین پر بھی ہم فتح پائیں گے تو اس پر اللہ کا دین نافذ کریں گے۔

جن کی راج دہانی پر انصاف کی نغمہ سرائی تھی، جن کی سلطنت میں بوریہ نشینی کو اہمیت واولیت دی جاتی تھی، جن کا سربراہ اور امیر روکھی سوکھی کھاتا تھا، جن کا سربراہ چٹائی پر بیٹھ کر اندرونی اور بیرونی فیصلے کرتا تھا، جس کی صدائے حق ایک طرف گونجتی تھی اور دوسری طرف ساری دنیائے کفر چیختی چلاتی تھی، مگر اس کی آواز کو دبا نہیں سکتی تھی، سادہ منش، دُرویش صفت ملا عمر مجاہد نے چھ سال میں اپنے لوگوں کو امن وآشتی سکون وقرار کی ٹھنڈی چھاؤں مہیا کی۔

امیر المومنین کا ایک معمولی سا حکم سو فیصد مانا اور تسلیم کیا جاتا تھا، افغانستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک، ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک لوگ اس حکمنامہ پر مکمل عمل کرتے تھے، بحث مباحثہ، چوں چرا اس کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی تھی۔

امیر المومنین کی زیر قیادت جب بامیان کے بت سرنگوں ہوئے، شکست وریخت کا شکار ہوئے تو ساری دنیا چیختی رہ گئی، چلاتی رہ گئی، بت پرستوں نے آسمان سر پر اٹھالیا، دہائیاں دیں، فریادیں کیں، مگر امیر المومنین کے حکم پر مجاہدین نے سارے بامیانی بت پاش پاش کر ڈالے اور دنیا کو بتادیا کہ امارت اسلامی بت شکنی کا نام ہے۔

بیس سال تک نیٹو افواج امریکی قیادت میں پوزیشنیں بدل بدل کر طالبان پر حملے کرتی رہیں، نت نیا اسلحہ ان پر آزماتی رہیں، نئے نئے ناموں سے میزائل برساتی رہیں، سمندروں پر کھڑے دیوہیکل بحری بیڑوں کو دیکھ کر بڑے بڑے سورماؤں کا پتا پانی ہو جاتا تھا مگر طالبان گھبرائے نہیں، خوف زدہ نہیں ہوئے، ان کے ایمانی جذبات واحساسات میں روافزوں اضافہ ہوتا رہا۔

بیس سال تک کہساروں میں، غاروں میں، صحراؤں میں، شہروں سے دور بیابانوں میں رہ کر طالبان نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا مقابلہ کیا، امریکیوں، فرانسیسیوں، جرمنوں اور دیگر اتحادیوں کو تگنی کا ناچ نچایا، ان کے تابوت غیور و جسور افغانیوں کے دیس سے جہازوں میں لادلاد کر سات سمندر پار پہنچائے جاتے تھے۔

اس دوران اپنوں اور پرایوں نے ان مظلوم مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کر دی، امریکہ نے ہاتھ آنے والے مسلمان مجاہدین کے لیے کیوبا کے بے رحم جزیرہ گوانتانامو بے میں ایک زندان بنا رکھا تھا جو شاید آج بھی اپنی تمام تر ہیبت ناکیوں کے ساتھ موجود ہے، جس کے چاروں طرف پانی ہی پانی اور چاروں طرف خاردار تاروں میں بجلی کی کوندتی لہریں، ان مجاہدین کے ہاتھ ان کی پشت پر کس کر باندھ دیے جاتے تھے، ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے قرآن کی توہین کی جاتی تھی، اخبار کی طرح ان کے سامنے قرآن کو اچھالا جاتا تھا، فلیش میں بہایا جاتا تھا، انہیں پینے کے لیے پانی تک نہیں دیا جاتا تھا، پانی مانگنے پر پیشاب پیش کیا جاتا تھا، میں کس کس ظلم کا یہاں رونا روؤں ملا عبدالسلام ضعیف کی زنداں کے حالات پر لکھی ہوئی تحریر ہم بہت پہلے اپنے میگزین آبِ حیات میں قسط وار چھاپ چکے ہیں، پھر کنٹینروں میں حبس بے جا میں رکھ کر بے شمار مجاہدین کو موت کی میٹھی نیند سلا دیا گیا، ان کے گھر تباہ کر دیے گئے، ان کی دنیا اجاڑ دی گئی، اتنی بڑی سزا ان کو دی گئی کر سن کر اَوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

پاکستانی وزیراعظم عمران خان نے قومی اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران سچ اگلا اور درست اگلا، عمران خان نے تمام اراکین پارلیمان کے سامنے کہا کہ پرویز مشرف پاکستانی جرنیل نے امریکیوں کے ہاتھ مسلمان بیچے، مسلمان فروخت کرنے کے عوض اس نے امریکیوں سے ڈالر وصول کیے، پرویز مشرف کی کتاب کا حوالہ دے کر وزیراعظم نے کہا کہ اس نے مسلمان فروشی کا معاوضہ وصول کیا۔

دوستو! میں ان بیس سالوں میں طالبان اور مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی ساری کہانی لکھنا شروع کردوں تو میرے رسالے کے صفحات کم پڑ جائیں گے، میری انگلیوں کے پورے جواب دے جائیں گے، میرے الفاظ ساتھ دینا چھوڑ جائیں گے، میں بس اشاروں ہی اشاروں میں بہت کچھ عرض کر چکا ہوں۔

اب بیس سال بعد امریکہ اور اس کے خونخوار اتحادی افغانستان سے دم دبا کر بھاگ چکے ہیں، طالبان کے ساتھ مذاکرات قطر کے دارالحکومت دوحہ میں ہوتے رہے انہی مذاکرات کی روشنی میں امریکیوں اور ان کے اتحادیوں نے افغانستان چھوڑا ہے، کچھ مٹھی بھر بدیسی فوجی افغان دارالحکومت کابل کی حفاظت پر مامور ہیں، ان شاء اللہ وہ بھی جلد بھاگ جائیں گے یا موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے یا پھر وہ بھی اپنے پیشواؤں کی طرح کابل کو چھوڑنے پر مجبور ہوں گے۔

فیس بک کی بدقماشی

طالبان کی آمد آمد کے عنوان سے میں نے ایک مضمون اپنی زیرادارت شائع ہونے والے ماہنامہ صدائے جمعیت میں شائع کیا، پھر اسے سوشل میڈیا، فیس بک پر شائع کر دیا، ابھی میرا یہ مضمون سوشل میڈیا کی زینت بنا ہی تھا کہ مجھے دھمکی آمیز میسج آنے شروع ہو گئے، میری فیس بک بلاک کر دی گئی، کسی مقام پر بھی سرچ کریں تو میری فیس بک نہیں کھل رہی، اب بھی جب فیس بک کا بٹن آن کرتا ہوں تو منہ

چڑھانے والا خوفناک پیام وہاں فیس بک کی سکرین پر دکھائی دیتا ہے، مستقل بلاک کرنے کی دھمکیاں اس پیام میں موجود ہیں۔

اس سے پہلے بھی دل دل جان جان طالبان طالبان لکھنے پر فیس بک مجھے کئی ماہ تک بلاک کر چکی ہے، پھر جب میں ان سے وجہ پوچھتا ہوں تو فیس بک کی انتظامیہ مجھے کہتی ہے کہ ہماری کمیونٹی نے آپ کی ان تحریروں سے اتفاق نہیں کیا، آپ کی تحریریں ہماری کمیونٹی کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں۔

میرا جرم یہ ہے کہ میں جس چیز کو درست سمجھتا ہوں اس کا اظہار کرتا ہوں، جس چیز کے بارے میں مناسب سمجھتا ہوں تبصرہ کرتا ہوں، جن مظلوموں کی مظلومیت مجھ پر آشکار ہوتی ہے میں ان کا ساتھ دیتا ہوں، میں ظالم ہوں اور نہ ظالموں کا پشتی بان ہوں، ظالم کا ہاتھ روکنے کی اپنی سی کوشش کرتا ہوں، اگر نہ روک سکوں تو پھر مظلوم کی صف میں کھڑا ہو کر اس کے کاندھے کے ساتھ کاندھا ملانے کی کوشش کرتا ہوں۔

فیس بک پر دنیا بھر کے بکواسات، ہفوات، ہرزہ سرائیوں کی اشاعت ہوتی ہے، فیس بک کبھی ان بے ہودگیوں سے پریشان نہیں، فیس بک انتظامیہ اسلام کے خلاف شائع ہونے والی چیزوں کے سامنے بند نہیں باندھتی، اگر فیس بک کو تکلیف ہے تو صرف طالبان سے، طالبان کے حامیوں سے، طالبان کے پشتی بانوں سے، ہم اتنے دور بیٹھے کون سا طالبان کو اسلحہ سپلائی کر رہے ہیں، کون سا ہم ان کی توپوں میں بارود بھر رہے ہیں، ہم انہیں مظلوم سمجھ کر ان کی حمایت کرتے ہیں، اور یہ حمایت ایک فیس بک نہیں ہزاروں فیس اجڑ جائیں پھر بھی جاری رہے گی، مظلوم کا ساتھ دینا ہمارا دینی فرض ہے، ہمارا اخلاقی فرض ہے، ہمارے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں شامل ہے، اس لیے ہم کسی بھی صورت میں مظلوم کی دادرسی ترک نہیں کر سکتے۔

فیس بک انتظامیہ کو سوچنا چاہیے کہ دنیا بھر میں آزادی اظہار رائے کا ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے، کسی کی رائے پر پہرہ نہیں بٹھایا جاسکتا، سوشل میڈیا تو اسی مشن کی تکمیل کرتا ہے کہ جو چیز ٹی وی پر، پرنٹ میڈیا پر، الیکٹرونک میڈیا پر نمودار نہیں ہو سکتی اسے سوشل میڈیا پر دھڑلے سے نشر کیا جاسکتا ہے اور بہت سے لوگ مختلف انداز میں کر رہے ہیں مگر ہماری آواز دبا دی گئی، ہمارے پیج بلاک کر دیے گئے، ہماری رسائی عامۃ الناس سے کاٹ دی گئی، بھلا کس جرم کی پاداش میں؟

فیس بک کا یہ خیال درست نہیں کہ طالبان کی آوازیوں دبائی جاسکتی ہے، فیس بک انتظامیہ کم از کم بین الاقوامی میڈیا کی طرف نگاہ دوڑائے، بی بی سی کے نیٹ پر صفحات دیکھے، وائس آف امریکہ کے تجزیات دیکھے، دنیا بھر کے میڈیا کی رپورٹس مختلف بین الاقوامی زبانوں میں مطالعہ کرے تو اس کا ہوش ٹھکانے آجائے گا کہ طالبان کو اب روکا نہیں جاسکتا، طالبانی سوچ پر پہرہ نہیں بٹھایا جاسکتا، طالبان ایک حقیقت ہیں، انہیں دنیا کا اتنا بڑا کفر نہیں روک سکا تو فیس بک کی نشریات طالبانی آفتاب کی عالمتاب کرنوں کو کیسے روک سکتی ہیں، اللہ تعالی اس دجالی میڈیا کو ہوش کے ناخن لینے کی توفیق دے۔

بہر حال ہمارے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ انہی صفحات پر ہم نے ہمیشہ حق لکھا، حق بیان کیا، سچ لکھا اور سچ کا ساتھ دیا، جرنیلی دور میں بھی آب حیات میں جو کچھ لکھا گیا وہ اسی رسالے کا طغرائے امتیاز ہے، مشرف کے تاریک دور میں جس قدر حق وصداقت کی آواز آب حیات نے بلند کی میں سمجھتا ہوں یہ قدرت والے کی اس رسالے پر اور اس کے مدیر فقیر پر بڑی کرم نوازی تھی۔ الحمد للہ

خادم اسلام، **محمود الرشید حدوٹی**

یکم محرم الحرام ۱۴۴۳ھ ۱۰ اگست ۲۰۲۱ء بروز منگل

مَعَارِفُ الفُرقَان

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمود الرشید حدوٹی
سابق استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ آب حیات لاہور، مہتمم جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور، صدر ادارہ آب حیات ٹرسٹ، سابق استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور پراللہ تعالیٰ کی مہربانی، فضل وکرم اوراحسان عظیم ہے کہ انہوں نے عصر حاضر کی خوبصورت تفسیر معارف الفرقان کے نام سے ⑯ جلدوں میں تحریر فرمائی ہے، جسے اہل علم نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے، جسے اہل علم وعرفان نے طالبان علوم نبویہ کے لیے مفید قرار دیا ہے، ہم ماہ نامہ آب حیات لاہور کے معزز ومؤقر قارئین کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کررہے ہیں کہ وہ اسے دل کی آنکھوں سے دیکھیں گے اوردل کے کانوں سے سنیں گے اوردل کی زبان سے پڑھیں گے، اللہ اس کا فیض عام فرمائے۔(ادارہ)

قرآن کے نام قرآن میں

العظیم :نواں نام العظیم ہے۔العظیم یہ مصدر ہے عظّم ، عَظم سے ، عظیم فعیل کے وزن پر ہے بمعنی معظوم اور معظّم ،حقیقتاً کوئی چیز بڑی ہو تواسے عظیم کہا جاتاہے۔ عظیم اس ہستی کو کہاجاتاہے جس کی کنہ اور حقیقت کا تصور بھی نہ کیا جا سکتاہو۔قرآن حکیم کا یہ وصف بیان کیاگیاہے،ارشادہے { وَلَقَد آتَینَاكَ سَبعاً مِّنَ المَثَانی وَالقُرآنِ العَظِیمِ } البتہ تحقیق ہم نے آپ کوسات بار بار دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم عطاء کیاہے۔

اس سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے، اس لئے کہ اس کی سات آیات ہیں اور یہ بار بار دہرائی بھی جاتی ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد سات امور ہیں، جو قرآن

میں ذکر ہوئے، امر، نہی، بشارت، ضرب الامثال، نعمتوں کی تعداد، امتوں کی خبریں، بعض کہتے ہیں اس سے مراد سات لمبی سورتیں ہیں، بقرہ، آل عمران، نساء مائدہ، انعام، اعراف، انفال۔

النور: دسواں نام نور ہے۔ ارشاد ہے **وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا** { النساء ۱۷۴ } اور ہم نے آپ کی طرف واضح نور اتارا۔ نور۔ نَارَ يَنِير اور اَنَارَ يُنِير سے مصدر ہے۔ نور کا لغوی معنی ہے روشنی، جو اشیاء کو واضح کر دے اور آنکھوں کو ان کی حقیقت دکھائے۔

المهيمن: گیارہواں نام **المهيمن** ہے۔ ارشاد ہے

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا { المائدۃ / ۴۸ } ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے، سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور واضح راہ مقرر کر دی ہے۔

قرآن میں صرف یہی آیت ہے جس میں لفظ **المهيمن** کے ساتھ اس عظیم کتاب کو موصوف کیا گیا ہے۔ یہ هَيمَنَ فعل ماضی کا اسم ہے، اس فعل سے یہ صیغے اس کے وزن پر آتے ہیں، **سَيطرَ، وبَيطَرَ ، وخَيمَرَ**۔ زجاج نے **بَيقَرَ** زیادہ کہا ہے۔ محمود آلوسیؒ نے روح المعانی میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ان پانچ وزنوں کے علاوہ چھٹا نہیں ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے گواہ، اسی طرح اس کا ایک معنی ہے نگہبان، کسی چیز کا نگران، کسی چیز کا محافظ۔ اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے، ارشاد ہے

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (۲۲) هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (۲۳) هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲۴) {الحشر / ۲۲ تا ۲۴} وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، سب چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ بادشاہ پاک ذات، سلامتی دینے والا، امن دینے والا، نگہبان، زبردست خرابی کا درست کرنے والا بڑی عظمت والا ہے، اللہ پاک ہے، اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں، وہ اللہ خالق ہے، باری ہے، مصور ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اس کی تسبیح کرتا ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

الحق: بارہواں نام الحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نام کو کئی بار دہرایا ہے، ارشاد ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ.البقرة۹۱ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس پر ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں ہم تو اسی کو مانتے ہیں جو ہم پر اتارا گیا ہے اور وہ اسے نہیں مانتے جو اس کے سوا ہے حالانکہ وہ حق ہے اور تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس ہے کہہ دو پھر تم کیوں اس سے پہلے اللہ کے نبیوں کو قتل کرتے رہے اگر تم مومن تھے؟

الحق یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے بھی ہے، یہ حقَّ يَحِقُّ حقًّا سے ہے باب ضرب یضرب، حق کا لغوی معنی ہے موافقت اور مطابقت۔ قرآن کا یہ نام اس لئے

رکھا گیا ہے کہ اس میں ثبات اور وضاحت پائی جاتی ہے۔ یہ اللہ کی سچی کتاب ہے۔

النباء: تیرہواں نام ہے النباء۔ یہ نبأ کی مصدر ہے، جس کا معنی ہے خبر دینا۔

ابوالبقاء حنفی کہتے ہیں کہ قرآن میں ہر نباء خبر ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ{ القصص / ٦٦ } پھر اس دن انھیں کوئی بات نہیں سوجھے گی پھر وہ آپس میں بھی نہیں پوچھ سکیں گے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ{ یوسف / ۱۵ } تو ضرور انھیں ایک دن آگاہ کرے گا ان کے اس کام سے اور وہ تجھے نہ پہچانیں گے۔

علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ خبر تب تک نباء نہیں کہلاتی جب تک اس میں تین شرطیں نہ پائی جائیں نباء فائدہ مند خبر کو کہا جاتا ہے نباء وہی خبر ہے جس سے علم حاصل ہو یا ظن غالب نباء کا حق یہ ہے کہ وہ جھوٹ سے خالی ہو، اسی سے لفظ نبوت بھی ہے جس کا معنی ہے اللہ اور اس کی مخلوق میں سے ذوی العقول کے درمیان سفارت۔ اسی سے لفظ نبی بھی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق کو خبر دیتا ہے۔ النبی کا لفظ مصغر نہیں ہوتا، کیونکہ معظم اسماء کی تصغیر ممنوع ہے۔ نباء کا لفظ قرآن میں آیا ہے، ارشاد ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (٦٥) رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ (٦٦) قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ (٦٧) أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ{ ص } علامہ محمود آلوسیؒ نے سورہ ص میں نباء سے مراد قرآن ہی لیا ہے۔

البلاغ: چودھواں نام البلاغ ہے۔ البلاغ مصدر بمعنی تبلیغ کے ہے، ارشاد ہے وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ{ النور / ۵۴ } نہیں ہے رسول پر مگر پہنچانا واضح۔ تبلیغ رسالت کا قرآن میں جگہ جگہ ذکر ہے، البلاغ اسے کہتے ہیں جس کے

ذریعے غایت تک پہنچا جائے۔قرآن کریم میں دو مقامات پر قرآن کو بلاغ کہا گیا ہے، ارشاد ہے وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ (۴۹) سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَى وُجُوهَهُمُ النَّارُ (۵۰) لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۵۱) هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (۵۲){إبراهيم}آپ اس دن گنہ گاروں کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں ملے جلے ایک جگہ جکڑے ہوئے ہوں گے ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر چڑھی ہوئی ہو گی، یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دے، بے شک اللہ تعالیٰ کو حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگے گی، یہ قرآن تمام لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعے سے وہ ہوشیار کر دیے جائیں اور بخوبی معلوم کر لیں کہ اللہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقلمند لوگ سوچ سمجھ لیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ (۳۵){الأحقاف}پس اے پیغمبر! آپ ایسا صبر کریں جیسے بلند ہمت رسولوں نے کیا اور ان کے لیے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کریں، یہ جس دن اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں تو (یہ معلوم ہونے لگے گا کہ) دن کی ایک گھڑی ہی (دنیا میں) ٹھہرے تھے، یہ ہے پیغام پہنچا دینا پس بدکاروں کے سوا کوئی ہلاک نہ کیا جائے گا۔

یعنی یہ قرآن نصیحت کے لئے کافی ہے، ان لوگوں کے جو آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں، ان کی باتوں پر آپ ﷺ صبر کریں، ان پر اس قرآن کے ذریعے اتمام حجت کر دی گئی ہے، بلاغ (پہنچا دینا) نبی کا کام ہے مگر جب اس کی نسبت قرآن کی طرف کی گئی تو گویا فضیلت میں زیادتی ہے۔

عمران ظہور غازی

اسلام کا ایک شعار اور فخر حیا ہے، یہ مسلمان عورت کا امتیاز اور وقار ہے اور حجاب اس کا ایک عمدہ اظہار ،آج مغرب میں 'حجاب ،کا غلغلہ ہے لیکن مغرب حجاب سے سخت خائف ہے۔ فرانس ،اٹلی، بلجیئم ،ہالینڈ اور ڈنمارک میں حجاب پر پابندی اسی کی غماز ہے، بعض مسلمان ممالک بھی مغرب کے پیروکار ہیں، حجاب عورت کے لئے آزادی، تحفظ اور پناہ کی علامت ہے، یہ عورت کو غلط نظروں اور جدیدیت کے خراب اور طوفانی موسم کے برے اثرات سے محفوظ بنانے ، پاکیزگی اور نیکی کے بلند مراتب پر فائز کرنے اور تہذیب وشائستگی سے ہمکنار کرتا ہے۔

مغرب اور اس کے روشن خیال طبقے نے نصف صدی قبل تحریک آزادئ نسواں کے نام پر،عورتوں کو آزادی دلانے، مرد و زن کی معاشرتی ذمہ داریوں میں تفریق ختم کرنے کی ایک تحریک کا آغاز کیا، پیش

نظر یہ تھا کہ عورت گھر سے نکل کر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرے، اصل ہدف مسلمان عورت تھی اور اسلام کے خاندانی نظام کو شکست وریخت سے دوچار کرنا تھا۔

اس مہم جوئی میں عالمی میڈیا اور عالمی ادارے بالخصوص اقوام متحدہ ایک تھے، اس کا نتیجہ ہے کہ مساوات مرد وزن اور عورتوں کے حقوق کے نام سے شروع ہونے والی یہ تحریک آج ہم جنس پرستی، مساج سنٹرز، ڈاگ میرج، عریانی، فحاشی کی اشاعت، جنسی بے راہ روی، برہنگی، بن بیاہی ماؤں اور بن باپ کے بچوں، شرح طلاق میں اضافے، منشیات کے بے تحاشا استعمال (شراب نوشی) اور موذی امراض (ایڈز) پر منتج ہوئی ہے۔

مغرب اور تہذیب مغرب نے اسلام اور اسلام کے فطری اصولوں سے بغاوت کا راستہ اپنایا، آزادئ نسواں، مساوات اور آزادی کے خوشنما اور دلفریب نعروں میں مبتلا کر کے معاشروں کو تہذیب و شائستگی اور حیا سے محروم کیا، اسلام اور اسلامی شعائر، ناموسِ رسالت، اسلام کے خاندانی نظام اور حجاب کو ہدف بنا کر غلط فہمیوں کو جنم دیا اور اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوششیں کیں، اس شر سے یہ خیر برآمد ہوا کہ خود اہل مغرب میں اسلام سے رغبت پیدا ہوئی اور تجسس بڑھا لہٰذا مردوں کے ساتھ عورتوں کی بڑی تعداد نے اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لی اور حجاب کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔

مغرب کی حجاب مخالف مہم کا ہدف مسلمان عورت، مسلمان خاندان اور مسلم معاشرے ہیں حجاب مخالف یہ مہم تہذیب و شائستگی اور حیا کو رخصت کر کے، بے حیائی، فحاشی، عریانی، بد تہذیبی، جنسی بے راہ روی اور آوارگی کو فروغ دینے کی مہم کا حصہ ہے، آج مسلمان عورت ہی نہیں خود مغربی عورت بھی حجاب کو اپنے لئے تحفظ اور آزادی کی علامت سمجھتی ہے۔

۴ ستمبر کا دن بطور عالمی یوم حجاب منایا جاتا ہے جس سے تحریک حجاب کو ایک نیا آہنگ اور جوش و جذبہ میسر آتا ہے، اسلام کو سمجھنے اور اسلامی اقدار کے رجحان میں اضافہ کا سبب بنتا ہے، دنیا بھر میں یہ رجحان اور جذبہ روزافزوں ہے، حجاب اسلام اور قرآن سے متاثر ہو کر اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والی خواتین میں مریم جمیلہ (امریکہ) ایوان ریڈلی (برطانیہ) سارہ بوکر (امریکہ) لورین بوتھ (برطانیہ) اور ٹیرا بلیک تھورن (امریکہ) نمایاں مقام رکھتی ہیں، اسلام اور حجاب کے بارے میں ان کے تاثرات نہایت ایمان افروز ہیں۔

مریم جمیلہ لکھتی ہیں "یہ بڑی عجیب بات ہے کہ یہ نام نہاد سیکولر اور آزاد خیال ممالک کپڑے کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے (سکارف) سے خائف ہیں جس سے مسلمان عورتیں اپنے چہرے کا پردہ کرتی ہیں حتیٰ کہ ان ممالک میں پبلک مقامات پر عورتوں کو نقاب پہن کر جانے پر جرمانہ عائد کرنا شروع کر دیا، یہ اصل میں نقاب نہیں نقاب کے پیچھے مسلمان عورت کا نورانی چہرہ ہے جس کی ایمانی حرارت سے یہ لوگ خائف ہیں۔

طالبان کی قید سے شہرت پانے اور قرآن کی تعلیمات سے متاثر ہو کر ایمان قبول کرنے والی نامور برطانوی صحافی ایوان ریڈلی کہتی ہیں کہ فرانس میں حجاب پر اس لئے پابندی لگی ہے کہ وہاں کی خاتون اول کی عریاں تصاویر نیٹ پر موجود ہیں، یہ بات ان کو بری لگتی ہے کہ جب ہم سارے زمانے کیلئے موجود اور دستیاب ہیں تو یہ مسلمان عورت کیوں حجاب میں رہے۔

ایک راسخ العقیدہ عیسائی گھرانے میں پرورش پانے والی، ایکٹریس، ماڈل، ٹیچر اور سیاسی کارکن سارہ بوکر ۱۱/۹ (۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء میں امریکی ٹریڈ سینٹرز پر دہشت گردوں نے خوفناک اور تباہ کن حملے کیے تھے، اسے نائن الیون کہا جاتا ہے) کے بعد اسلام قبول کر کے حجاب اختیار کرتی ہے، اپنے ایک انٹرویو میں کہتی ہیں مجھے اپنے

اسلام قبول کرنے اور حجاب پہننے کے فیصلے پر کوئی ندامت نہیں، میں نے فلوریڈا کے جنوبی ساحل پر تیراکی کے لباس اور مغرب کی گلیمرانہ زندگی کو اس لئے چھوڑا کہ میں اپنے خالق کی مرضی کے مطابق زندگی گزاروں اور انسانوں میں ایک انسان کی حیثیت سے رہوں، یہ وجہ ہے کہ میں نے حجاب کا انتخاب کیا، میں مرتے دم تک اپنے حجاب کے حق کا دفاع کرتی رہوں گی، آج حجاب خواتین کی آزادی کا جدید نشان ہے۔

آج مغرب فطرت کے خلاف جنگ آزما ہے، معاندانہ روش پر مبنی مغرب کا یہ رویہ عدل و انصاف کے منافی اور انسانیت کے دکھوں میں اضافے کا موجب ہے، عورت کو ڈھال بنا کر اس کے تقدس کو مجروح کر کے اسے مقام بلند سے گرانے کے اس رجحان نے خود مغرب اور مغربی معاشرے اور مغرب کے خاندانی نظام کو توڑ پھوڑ دیا ہے، مغرب کی خواہش ہے کہ مسلمان معاشرہ اس کی پیروی اور تقلید کرے، عورت جنس بازار بن کر کمرشل اشتہارات، میڈیا، ٹی وی اور فلموں میں اپنے جسم کی نمائش کرے اور شہوت پرستی میں غرق ہو کر اپنی عفت و عصمت اور معصومیت سے دستبردار ہو جائے اس سارے کھیل میں مغرب، عالمی میڈیا اور عالمی ادارے یہود کی ڈکٹیشن پر عمل پیرا ہیں۔

یہودی ذہن عورت کو بے حجاب کر کے اپنے سفلی اور کمرشل مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے، مغرب حجاب سے اس لیے خوفزدہ ہے کہ اس سے اس کی فیشن انڈسٹری خطرے میں ہے۔

یہ بہت خوش آئند ہے کہ مسلمان عورت حجاب پر کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں، نوجوان نسل چاہے مشرق میں بستی ہو یا مغرب میں قیام پذیر ہو وہ اپنی تہذیبی علامتوں اور شعائر کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کو آمادہ و تیار نظر آتی ہے، مروہ الشربنی کی شہادت تحریک حجاب کے راستے کی پہلی شہادت تو ہو سکتی ہے آخری نہیں، یہ حجاب کے ساتھ نوجوان نسل کی وابستگی کا اعلیٰ، عملی اور عمدہ اظہار ہے۔

۸ ستمبر ۲۰۱۷ء کو برٹش براڈ کاسٹنگ (بی بی سی) نے ایک دلچسپ رپورٹ شائع کی، جس میں جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں مسلمانان پاکستان، افواج پاکستان کی بہادری اور ہندو بنیا اور سکھ افواج کی بزدلی اور ہزیمت سے پردہ اٹھتا ہے۔

بی بی سی ہندی کے نامہ نگار ریحان فضل اپنے کالم میں لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۹۶۵ کی جنگ کے دوران لاہور محاذ پر انڈین فوجیوں کو ابتدائی کامیابی تو مل گئی تھی لیکن زمین پر حالات بہت اچھے نہیں تھے۔ میجر جنرل نرنجن پرساد کی ۱۵ ڈویژن میں زبردست افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔

مغربی کمان کے سربراہ جنرل ہربکش سنگھ کو جب وائرلیس پر جنرل نرنجن پرساد کا پیغام ملا کہ ان کی ڈویژن پر پاکستان کی دو ڈویژنز نے حملہ کیا ہے اور ان کی بریگیڈ کو اچّھو گل نہر سے سات کلومیٹر واپس گوسلگیال تک ہٹنا پڑا ہے، تو وہ حیران رہ گئے۔

انھوں نے جنرل نرنجن پرساد کو پیغام بھیجا کہ چاہے جو ہو جائے آپ اپنی پوزیشن سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ میں اور کور کمانڈر آپ سے ملنے آپ کے ٹھکانے پر ہی آرہے ہیں۔

جنرل ہربکش سنگھ نے ڈرائیور کو جیپ کے پیچھے بیٹھنے کو کہا اور خود ڈرائیو کرنے لگے۔ جب وہ جی ٹی روڈ پر پہنچے تو وہاں کا نظارہ دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے۔ ہر جگہ انڈین گاڑیاں جل رہی تھیں۔

سڑک پر پاکستانی جہازوں کی بمباری سے بڑے بڑے گڑھے بن گئے تھے اور پاکستانی طیارے بھی اوپر اڑ رہے تھے۔

جنرل ہر بکش سنگھ اپنی سوانح عمری ان دی لائن آف ڈیوٹی میں لکھتے ہیں، 'ہم دیکھ رہے تھے کہ ۱۵ ڈویژن کی گاڑیاں سڑک پر ادھر ادھر پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے ڈرائیور انہیں چھوڑ کر بھاگ چکے تھے۔ بہت ٹرینوں کے تو انجن تک بند نہیں کیے گئے تھے۔ سڑک کے بیچوں بیچ ایک ہتھیار بند گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ اس میں کوئی نہیں تھا لیکن چابی لگی ہوئی تھی۔ میں نے اسے سڑک سے ہٹوا کر کنارے لگوایا۔'

ہر بکش سنگھ کو ڈویژنل ملٹری پولیس کی ایک گاڑی گنے کے ان کھیتوں کے پاس لے گئی جہاں ۱۵ ڈویژن کے کور کمانڈر میجر جنرل نرنجن پرساد پاکستانی بمباری سے بچنے کے لیے روپوش تھے۔

ہر بکش سنگھ لکھتے ہیں، 'جب جنرل نرنجن پرساد مجھے ریسیو کرنے آئے تو ان کے جوتے کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کے سر پر ٹوپی نہیں تھی اور انھوں نے داڑھی بھی نہیں بنائی ہوئی تھی۔ ان کی وردی پر ان کا عہدہ بتانے والے سارے نشانات غائب تھے۔ میں نے ان کو اس حال میں دیکھ کر براہ راست سوال کیا آپ ڈویژن کے جنرل افسر کمانڈنگ ہیں یا قلی؟ آپ نے داڑھی کیوں نہیں بنائی ہے اور آپ کی رینک کے بیج کہاں ہیں؟'

ابھی یہ سوال جواب چل ہی رہے تھے کہ دو پاکستانی جنگی طیارے بہت نیچے پرواز بھرتے ہوئے ان کے سر کے اوپر سے گزرے۔ جنرل نرنجن پرساد نے جنرل ہر بکش سنگھ کو پاس کی جھاڑی میں کھینچنے کی کوشش کی۔

ہر بکش سنگھ نرنجن پرساد پر زور سے چلائے اور بولے 'دشمن کے جہازوں کی ہم میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ ہمیں نہیں دیکھ پا رہے ہیں۔ وہ ان گاڑیوں کو نشانہ بنا رہے ہیں جنہیں آپ نے سڑک پر یوں ہی چھوڑ دیا ہے۔

جنرل ہر بکش نے نرنجن پرساد سے پوچھا، 'آپ کے بریگیڈ کمانڈر کہاں ہیں؟' نرنجن پرساد نے آواز لگائی،، پاٹھک، پاٹھک، جب پاٹھک وہاں پہنچے تو ان کا منہ چادر کی طرح سفید تھا۔

ہر بکش نے ان سے پوچھا،، آپ لوگ کہاں ہیں؟، نرنجن پرساد نے آواز لگائی 'پاٹھک، پاٹھک۔

جب پاٹھک وہاں پہنچے تو ان کا چہرہ سفید تھا۔

پاٹھک نے کہا' وہ لوگ واپس آ رہے ہیں لیکن بہت لوگوں کے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے وہ غیر فعال ہو گئے ہیں۔' ہر بکش نے پوچھا، 'کتنے لوگ ہلاک ہوئے ہیں؟ پاٹھک نے جواب دیا ۱۳۰ افراد زخمی ہوئے ہیں۔

جنرل ہر بکش سنگھ نے کہا، '۴۰۰۰ میں سے صرف ۱۳۰ افراد زخمی ہیں اور آپ کہہ رہے ہے مکمل بریگیڈ غیر فعال ہو گئی ہے؟'

جنرل ہر بکش سنگھ نے انہیں نئے سرے سے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ انھوں نے جنرل نرنجن پرساد سے کہا کہ وہ بریگیڈ کی پیش رفت پر نظر رکھیں اور اگلی صبح کور کمانڈر کو آپریشن کی اطلاع دیں۔

ابھی وہ کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ ان پر پاکستانیوں نے میڈیم مشین گن سے فائر کیا۔ نرنجن پرساد اور ان کے ڈی سی گاڑی چھوڑ کر قریب کے کھیتوں میں چھپ گئے۔

تھوڑی دیر بعد انھوں نے واپس لوٹنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے انھوں نے پیچھے آنے والی جیپ کا استعمال کیا۔ ان جیپوں میں سوار لوگوں سے پیدل واپس آنے کے لیے کہا گیا۔ انھوں نے اپنی جیپ وہیں کھیتوں میں چھوڑ دی جس میں ان کا ایک بریف کیس رکھا ہوا تھا۔ اس میں کئی اہم کاغذات بھی تھے۔ جیپ پر ڈویژن کا جھنڈا اور سٹار پلیٹ بھی لگی ہوئی تھی۔ بعد میں یہ جیپ پاکستانی فوجیوں کے ہاتھ لگ گئی اور ریڈیو پاکستان نے بریف کیس میں رکھے کاغذات نشر کرنا شروع کر دیے۔ ان کاغذات میں جنرل ہر بکش سنگھ کے خلاف فوجی سربراہ سے کی گئی شکایت بھی تھی۔

۱۱ ویں کور کے کمانڈر، نرنجن پرساد کی اس غلطی کے لیے ان کا کورٹ مارشل کرنا چاہتے تھے لیکن جنرل چوہدری نے نرنجن پرساد سے استعفیٰ دینے کے لیے کہا۔ ان کی جگہ میجر جنرل موہندر سنگھ کو ۱۵ ڈویژن کا نیا کمانڈر بنایا گیا۔ بعد میں جنرل نرنجن پرساد نے جنرل جوگندر سنگھ کو دیے انٹرویو میں اس بات کی تردید کی کہ انھوں نے جیپ میں کوئی اہم کاغذ چھوڑے تھے۔ انھوں نے انٹرویو میں کہا، میں جیپ میں صرف ایک پیڈ چھوڑ کر آیا تھا۔ بعد میں میرے افسروں نے مجھے اس معاملے پر بلیک میل کرنے کی کوشش کی اور میرے خلاف انکوائری اس شخص کو سونپی گئی جس کی خفیہ رپورٹ میں میں نے اس کے خلاف لکھا تھا۔

جوگندر سنگھ اپنی کتاب ،بی ہائنڈ دا سین، میں جنرل نرنجن پرساد کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نرنجن کو اس لیے نہیں برطرف کر دیا گیا کہ وہ ایک بزدل کمانڈر تھے بلکہ اس لیے کہ وہ ایک ،ڈیفیکلٹ سب آرڈینیٹ، تھے۔ جوگندر سنگھ اور ہربکش سنگھ ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن کچھ غیر جانبدار مبصرین جیسے میجر کیسی پرول اور میجر آغا ہمایوں امین کا خیال ہے کہ نرنجن پرساد کی ڈویژن نے بہتر مواقع کو ہاتھ سے نکل جانے دیا اور ان کی وجہ سے انڈیا کی کافی سبکی ہوئی۔ (بی بی سی)

جنگ ستمبر کے حوالے سے کچھ باتیں بندہ راقم الحروف (حدوٹی) نے اپنے ایک بیان میں کیں، جو اس سے پہلے شائع ہو چکی ہیں، اور میری زیرادارت شائع ہونے والے میگزین شاندار کے تازہ پرچہ میں تفصیل سے موجود ہے، اس کے چند اقتباسات اس مضمون کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

مقبوضہ کشمیر کے محاذ پر سخت ہزیمت اور شکست سے دوچار ہونے کے بعد بھارتی فوج نے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو تین اطراف سے بلااطلاع دیے حملہ کر دیا، جسے مغربی پاکستان کی گشتی پولیس، ستلج رینجرز اور سرحدی دستوں اور مسلح کسانوں نے ساٹھ ہزار بھارتی مسلح حملہ آوروں کو پانچ گھنٹے تک روکے رکھا، اسی دوران پاک فوج کے چاک وچوبند نوجوان محاذ پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

بھارتی فوج لاہور پر قبضہ کرنا چاہتی تھی، بھارتی فوج کی پیش قدمی روکنے کے لیے پاک فوج نے بی آر بی نہر پر بنا پل اڑا دیا تھا، اس کے بعد پاک فضائیہ بھی بری فوج کی مدد کے لیے پہنچ گئی، اس سے پہلے انڈین فوج واہگہ بارڈر پر رینجرز کی چوکیوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی، مگر پاک فضائیہ کے جوانوں کی آمد سے بھارتی فوج کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے، لاہور کی جانب بڑھتے ہوئے بھارتی ٹینکوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔

ریڈیو پاکستان پر اعلان کر دیا گیا کہ بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا ہے، اس خبر کے نشر ہوتے ہی غیور و جسور پاکستانی لاٹھیاں، کلہاڑیاں، برچھیاں، تلواریں، اور اپنے پاس موجود اسلحہ لے کر محاذ کی سمت بڑھنے لگے، مگر پاک فوج کے جوانوں نے انہیں محاذ کی سمت بڑھنے سے روک دیا تھا۔

بی آر بی نہر کے گرد و نواح میں موجود گاؤں بھی بھارتی افواج کی جارحانہ زد میں تھے، بھارتی افواج کا پندرہ پیادہ ڈویژن، ٹینکوں کے دستے، اور توپ خانہ واہگہ بارڈر

کے راستے زندہ دلوں کے شہر لاہور کے بیچ گھسنا چاہتے تھے، بھارتی بزدل فوج کا یہ حملہ لاہور کے دل پر حملہ تھا۔

رات کے گیارہ بجے فیلڈ مارشل ایوب خان نے پاکستانی قوم سے مختصر سا خطاب کیا، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میرے عزیز ہم وطنو! ہمارے دشمن بھارت نے بلااشتعال تمام بین الاقوامی ضابطوں کے برعکس ہم پر جنگ مسلط کر دی ہے اور ہماری بہادر افواج ہر محاذ پر بڑی دلیری سے مقابلہ کر رہی ہیں، میں نے مسلح افواج کو حکم دیا ہے کہ لاالہ الااللہ کا ورد کرتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس جاؤ اور اسے بتادو کہ اس نے کس قوم کو للکارا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو، آمین

ایوب خان کی تقریر ختم ہوتے ہی صف شکن افواج نے ہندو بنیا فوج کے دانت کھٹے کرنا شروع کر دیے تھے، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کے حوصلے قابل دید و قابل داد تھے، یہ لوگ صف شکن افواج کے ہمراہ شانہ بشانہ بھارتی سورماؤں کو تگنی کا ناچ نچانے کے لیے پیش قدمی کر رہے تھے، عورتوں اور بچیوں نے اپنا محاذ سنبھال لیا، مجاہد افواج کے لیے راشن، پانی، ضرورت کی اشیاء مہیا کرنا شروع کر دیں، کچھ فوجی شہر میں ضرورت کا سامان لینے آئے تو دکانداروں نے ان کی ضرورت سے بڑھ چڑھ کر ان کی گاڑیوں میں از خود سامان رکھنا شروع کر دیا تھا۔

اس جنگ میں پاک فوج کے بہادر جوانوں نے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر دشمن فوج کا مقابلہ کیا تھا، ۷ ستمبر ۱۹۶۵ء کی شام کو چھ بج کر پانچ منٹ پر بھارتی فوج کے چار ایف، چھ ہنٹر اور ایک ایف ۱۰۴ طیارہ سرگودھا کے ہوائی اڈہ کو نشانہ بنانے کے لیے آئے، بھارتی فوج کے طیارے چار چار کی ترتیب میں محو پرواز تھے، جب کہ ایک ہنٹر آزادنہ گھوم رہا تھا، پاکستان کے ایف ۸۶ طیاروں کی اگلی گارمیشن کے قائد اسکواڈرن لیڈر ایم ایم عالم تھے، انہوں نے سب سے پہلے ایک ہنٹر مار گرانے کی

کوشش کی مگر نشانہ چوک گیا، دوسرا میزائل داغا جو ٹھیک سے اپنے ہدف پر جا لگا، طیارہ پاش پاش ہوگیا، پھر ایم ایم عالم نے چار ہنٹر طیاروں کی طرف رخ کیا، اور یکے بعد دیگرے بھارتی فوج کے چار ہنٹر طیاروں کو مشین گن کے فائر سے بھسم کر ڈالا۔

تاریخ بتاتی ہے کہ یہ ساری کارروائی بہت ہی مختصر وقت میں کی گئی، لکھنے والے لکھتے ہیں کہ یہ کارروائی صرف ساٹھ سیکنڈ میں ہوئی، ان میں چار طیاروں کو صرف تیس سیکنڈ میں تباہ و برباد کر دیا تھا، فضائی جنگوں کی تاریخ میں ان کا یہ کارنامہ سنہرے حروف میں لکھا گیا، اسی جرات، بہادری اور بسالت پر انہیں ستارہ جرأت سے نوازا گیا، ایم ایم عالم ایک سچا اور کھرا مسلمان تھا، وہ کلکتہ میں پیدا ہوا تھا، پاکستان کے دفاع میں ان کا یہ کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔

پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں ۷ ستمبر ایک عہد ساز دن ہے، ہم اسے یوم تحفظ ختم نبوت اور یوم تجدید عہد قرار دیتے ہیں، اس روز عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کی سوسالہ طویل ترین جدوجہد، فتح مبین سے ہمکنار ہوئی۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

عقیدہ ختم نبوت، مسلمانوں کے ایمان کی اساس اور روح ہے، اگر اس پر حرف آجائے تو اسلام کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے آگرے گی، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا محمد ﷺ کے سر اقدس پر تاج ختم نبوت سجایا اور تختِ ختم نبوت پر بٹھا کر دنیا میں مبعوث فرمایا، حضور خاتم النبیین ﷺ کے ذریعے بنی نوع انسان کو عقیدہ توحید کی عظیم نعمت عطا فرمائی، آپ ﷺ کے منصب ختم نبوت پر ایمان، نجات و مغفرت اور حصول جنت کا ذریعہ ہے۔

حضور خاتم النبیین ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری زمانے میں بعض جھوٹے مدعیان نبوت نے سر اٹھایا اور کفر و ارتداد پھیلانے کی مذموم کوشش کی، مگر نبی ختمی مرتبت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تربیت یافتہ جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ ہے کے حکم پر ان فتنوں کے خلاف جہاد کر کے

انہیں کچل کرر کھ دیا،اسود عنسی ،طلیحہ اور مسیلمہ کذاب کوان کے انجام تک پہنچایا، امیر المومنین خلیفہ بلا فصل رسول سیدنا ابو بکر صدیق نے مسیلمہ کذاب کے ارتداد کے خلاف جہاد کر کے قیامت تک تحریک تحفظ ختم نبوت کا علم بلند کر دیا۔

ماضی کے مختلف ادوار میں کئی بد بخت افراد نے دعویٰ نبوت کر کے مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے اور انہیں گمراہ کرنے کی سعی مذموم کی، مگر ہر دور میں اہل ایمان اور حق کے طرف داروں نے ان کے خلاف بھرپور مزاحمت کی، منصب ختم نبوت کی حفاظت کی اور مسلمانوں کو گمراہی اور ارتداد سے بچایا۔

برصغیر میں فرنگی اقتدار کے خلاف ہندوستان کی تمام اقوام متحد ہوئیں اور سامراج کی غاصب و ظالم حکومت کے خلاف ہر محاذ پر زبردست جدوجہد کی، خاص طور پر مسلمانوں نے انگریز کے خلاف بغاوت کو جہاد قرار دیا اور اسے توشہ آخرت سمجھ کر اس محاذ پر سر گرم رہے، قربانی وایثار سے معمور مسلمانوں کی جدوجہد تاریخ آزادی میں منفرد و بے مثال ہے،انگریز، دانا اور عیار دشمن تھا، یہ بات ہمیشہ اس کے پیش نظر رہی کہ ہم نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا اور مسلمان ہی ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں، علماءِ حق نے نہ صرف انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا بلکہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے مسلمانوں کی قیادت بھی کی۔

انگریز نے اسی جذبۂ جہاد کو مسلمانوں کے دل ودماغ سے نکالنے کے لیے جعلی اور جھوٹا نبی پیدا کیا۔ قادیان کے ایک لالچی اور بدکردار شخص مرزا غلام احمد کو دعویٰ نبوت کے لیے آمادہ و تیار کیا اور آخر کار اس بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کر دیا، مرزا قادیانی نے پہلا کام یہ کیا کہ انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا اور انگریز کی اطاعت وفرمانبرداری کو ہی اصل ایمان قرار دیا۔

۱۹۲۹ء سے پہلے فتنۂ قادیانیت کے خلاف جتنی جدوجہد ہوئی وہ انفرادی نوعیت کی تھی، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ،

حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ اور سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے علمی محاذ پر اپنی زبان و قلم سے فتنۂ قادیانیت کے تار و پود بکھیر رکھ دیے، انہی علماء حق کی انفرادی محنت آگے چل کر اجتماعی جدوجہد میں تبدیل ہوئی۔

مجلس احرار کی بنیاد: ۱۹۲۹ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس احرارِ اسلام کی بنیاد رکھی اور اس کے اغراض و مقاصد میں فتنۂ قادیانیت کا تعاقب و احتساب کلیدی حیثیت کا حامل تھا، چنانچہ مجلس احرارِ اسلام نے قادیانیت کا عوامی اور سیاسی احتساب شروع کیا۔

اقبال قادیانیوں کے دھوکے میں: ۱۹۳۰ء کی کشمیر کمیٹی قادیانیوں کی کمین گاہ تھی، مجلس احرار نے اس کشمیر کمیٹی کا بائیکاٹ کیا، علامہ محمد اقبال، جو قادیانی لابی کے دھوکے سے اس کمیٹی کے سیکرٹری بن گئے تھے، اکابرِ احرار خصوصاً امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ملاقاتیں کر کے قادیانی عقائد و نظریات اور اُمّتِ مسلمہ کے خلاف ان کی سازشتوں سے باخبر کیا، علامہ مرحوم نے نہ صرف اس کمیٹی سے استعفیٰ دیا بلکہ قادیانی عقائد کی تردید میں انگریزی میں چار مقالے تحریر کیے۔

اقبال مرحوم نے قادیانیوں کو اسلام اور وطن کا غدار قرار دیا۔ ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار نے اس جدوجہد کو وسیع تر کرتے ہوئے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختمِ نبوت قائم کیا، اسی شعبہ کے تحت قادیان میں اپنا دفتر قائم کیا۔

قادیان، مرزائیت کا مرکز اور انگریز کی سرپرستی میں بظاہر اُن کی خود مختار ریاست تھی، احرار رہنماؤں اور کارکنوں نے مرزائیوں کے ریاستی جبر و تشدد اور اقتدار کی نخوت کو خاک میں ملا دیا، مقامی مسلمانوں کو معاشی و سیاسی اور دینی تحفظ فراہم کیا۔

۱۹۳۴ء میں قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کی اور ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو مرزائیت کے خلاف ہم زبان اور ہم قدم کر کے ارتداد کی تبلیغ کا راستہ

پوری قوت سے روک دیا۔

قیامِ پاکستان، مرزائیوں کے لیے سب سے بڑا سانحہ اور صدمہ تھا، تقسیم ملک کے وقت باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کے قادیانی نمائندہ سر ظفراللہ خان آنجہانی نے بھرپور وار کیا اور پٹھانکوٹ، فیروز پور، گورداس پور، قادیان اور آدھے کشمیر کو پاکستان میں شامل نہ ہونے دیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد اس وقت کے گورنر پنجاب سر فرانسس موڈی نے چنیوٹ سے متصل دریائے چناب کے کنارے ایک پوری بستی اپنے اس چہیتے اور پالتو بچے کے نام الاٹ کر دی، جو آج چناب نگر (ربوہ) کے نام سے معروف ہے، یہاں قادیانیوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر اور بیس کیمپ بنایا اور پاکستان کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔

مرزا بشیر الدین نے پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کا پروگرام بنایا اور بلوچستان کو احمدی سٹیٹ بنانے کی منظم منصوبہ بندی مکمل کر لی، سر ظفراللہ (قادیانی) وزیرِ خارجہ تھا، اس نے نہ صرف داخلی محاذ پر قادیانیوں سے مکمل تعاون کیا بلکہ خارجی محاذ پر بھی مکمل سیاسی تحفظات فراہم کیے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کاآغاز: یہ ۱۹۵۲ء بات ہے تب مجلس احرارِ اسلام نے گہرے غور و خوض کے بعد تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت آغاز کیا، پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر کے علما کو دعوت دی اور انہیں عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ کی عظیم الشان اساس پر متحد و منظم کر دیا۔

امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت و سیادت میں زوردار تحریک چلی مگر زیرِ اعظم خواجہ ناظم الدین کی لیگی حکومت نے گولی کے زور پر تحریک کو کچلنے کی کوشش کی، جنرل اعظم خان نے ٦ مارچ ۱۹۵۳ء کو جنرل ایوب خان کی ہدایت

پر لاہور میں پہلا مارشل لاء لگا کر ہزاروں فدائین ختمِ نبوّت کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دیے، بظاہر تحریک کو تشدد کے ذریعے کچل دیا گیا مگر مسلمانوں کے دلوں میں ہمیشہ کے لیے ایک جوش، ولولہ اور جذبہ بیدار کر گیا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا ابوالحسناتؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شیخ حسام الدینؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور دیگر علماء و قائدین نے تمام صعوبتوں کو برداشت کر کے تحفظِ ختمِ نبوّت کی جدوجہد جاری رکھا۔

ربوہ اسٹیشن پر غنڈہ گردی: ۲۲، مئی ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں نے پھر سر اٹھایا، ربوہ ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسافر طلباء پر حملہ کر کے انہیں زدوکوب کیا، یہ حادثہ شعلۂ جوالہ بن گیا، اور پورا ملک تحریک تحفظ ختمِ نبوّت کا میدان بن گیا، تحریک اتنی شدید اور طاقت ور تھی کہ اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اس مسئلہ کو قومی اسمبلی میں حل کرنے کا فیصلہ کیا۔

کل جماعتی مجلس عمل: اسمبلی سے باہر کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوّت، محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں سرگرم عمل تھی، حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ، قائد احرار جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ، نواب زادہ نصر اللہ خانؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، میاں طفیل محمدؒ، غلام احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری، مولانا سید عطاء المہیمن بخاری اور تحریک کے دیگر مرکزی رہنمائوں نے قدم بہ قدم شب و روز ایک کر کے تحریک کو بامِ عروج پر پہنچایا۔

اسمبلی میں موجود اکابرین:ادھر اسمبلی کے اندر مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالحق، مولانا شاہ احمد نورانیؒ پروفیسر عبدالغفور احمد اور ان کے رفقاء نے آئینی جنگ کر کے تحریک کا مقدمہ جیت لیا۔ آخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دے دیا اور یہ فیصلہ ایک ترمیم کے ذریعے پاکستان کے بنا۔

قادیانیوں کی ہٹ دھرمی: آج اس آئینی فیصلے کو ۳۹ برس بیت گئے ہیں مگر مرزائیوں نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ وہ آئے روز مسلمانوں کے خلاف اپنی سازشوں کا جال پھینکتے رہتے ہیں۔ علما کے خلاف نفرت پیدا کرنا، فرقہ وارانہ کشید گی کو ہوا دینا اور سیاسی طور پر پاکستان کو بدنام اور غیر مستحکم کرنا اور ملکی سلامتی کے خلاف سازشیں کرنا مرزائیوں کا نصب العین ہے۔

قانون امتناع قادیانیت: تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۸۴ء میں جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی قیادت میں قائم کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوّت کے مطالبات منظور کرتے ہوئے قانون امتناع قادیانیت جاری کر کے مرزائیوں کو شعائر اسلامی اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا، یہود و نصاریٰ کی مکمل سرپرستی و تعاون کی وجہ سے اس قانون کا موثر نفاذ تو نہ ہو سکا لیکن بہت حد تک مرزائیوں کے اثر و نفوذ کا راستہ روک دیا گیا۔

کیا مسئلہ قادیانیت ختم ہوگیا؟: پاکستان میں موجود سیکولر انتہا پسند، لبرل فاشسٹ اور نام نہاد دانش ور بھی امریکہ و برطانیہ کے یہود و نصاریٰ کی زبان بول رہے ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ مرزائیت کا مسئلہ حل ہو چکا ہے، اب ان کے خلاف کام کرنا مولویوں کے پیٹ کا دھندہ ہے، دوسری طرف وہ قادیانیوں کو مسلمان قرار

دلوانے کے استعماری مطالبے کی بھی حمایت کرتے ہیں، یہ محض پروپیگنڈہ نہیں بلکہ عالمِ کفر کا ایجنڈا، طرفہ تماشا یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ، قادیانیوں کو مسلمان قرار دلوانے کی محنت کر رہے ہیں۔

قادیانیت کوسمجھیں: قادیانیت کو سمجھنے کے لیے یہی بات کافی ہے، مرزائی آج بھی ارتداد کی تبلیغ اور ملک کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں، تل ابیب، لندن اور چناب نگر (ربوہ) ان سازشوں کے مراکز ہیں، عقیدۂ ختمِ نبوّت کے خلاف مرزائی لٹریچر مسلسل شائع ہو رہا ہے اور حکومت خاموش تماشائی ہے، بلکہ موجودہ حکومت میں ختمِ نبوّت کے لٹریچر کو بھی نعوذ باللہ فرقہ وارانہ تناظر میں لیا جا رہا ہے، توہین رسالت آرڈیننس کی مخالفت، شناختی کارڈ پر مذہب کے اندراج کی مخالفت میں مرزائی پیش پیش رہے ہیں اور آج فرقہ وارانہ دہشت گردی کے پس منظر میں بھی قادیانی سازشیں ہی کارفرما ہیں۔

تجدید عہد کادن: ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ۷، ستمبر مسلمانوں کے لیے تجدیدِ عہد کا دن ہے، مسلمان عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ کی جدوجہد کو پوری قوت سے جاری رکھیں گے اور پرچمِ ختمِ نبوّت ہمیشہ لہراتا رہے گا، آج ملک بھر میں منعقد ہونے والے اجتماعاتِ ختمِ نبوّت میں مطالبہ کیا جائے گا کہ قادیانیوں کی دین و ملک دشمن سرگرمیوں کی بنیاد پر قادیانی جماعت پر پابندی عائد کر کے اسے خلافِ قانون قرار دیا جائے۔

محاربین کی سزا

محاربین محارب کی جمع ہے، لڑائی کرنے والے، جنگی مجرم، کرائے کے قاتل، یا دہشت گرد، یہ فصل محاربین اور قطاع الطریق یعنی راہزنوں ،ڈاکوؤں کی سزا کے بیان میں ہے جو راستوں وغیرہ میں مسافروں، راہ چلنے والوں کو لوٹا کرتے ہیں اور ان کا مال چھینا کرتے ہیں۔اب وہ اعراب، بدو، دیہاتی ہوں یا ترکمان، فلاحین کسان یا بد معاش سپاہی، فوجی ہوں یا نوجوان شہری، خواہ کوئی بھی ہوں ان کی عقوبت و سزا کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

{إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ}

[المائدة: ۳۳]

جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے لڑتے اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں اُلٹے (سیدھے) کاٹ دیے جائیں یا

جلاوطن کیے جائیں یہ تو دنیا میں ان کی ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب مہیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں رہزنوں کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ

إِذَا قَتَلُوا وَأَخَذُوا الْمَالَ قُتِلُوا وَصُلِبُوا، وَإِذَا قَتَلُوا وَلَمْ يَأْخُذُوا الْمَالَ قُتِلُوا وَلَمْ يُصْلَبُوا، وَإِذَا أَخَذُوا الْمَالَ وَلَمْ يَقْتُلُوا، قُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ، وَإِذَا أَخَافُوا السَّبِيلَ وَلَمْ يَأْخُذُوا مَالًا نُفُوا مِنَ الْأَرْضِ

جب وہ کسی کو ہلاک کریں اور مال لوٹیں تو قتل کیے جائیں اور انہیں سولی دی جائے اور جب قتل کریں اور مال نہ لوٹیں تو قتل کیے جائیں مگر انہیں سولی نہ دی جائے اور جب مال لوٹیں اور قتل سے باز رہیں تو ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹے جائیں اور جب شارع عام کو پر خطر بنائیں اور لوگوں کو خوف زدہ کریں تو ان کو جلاوطن کیا جائے۔

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے دوسرے اہل علم کا فرمان ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اسی کے قریب ہے، بعض علماء کے نزدیک امام (یعنی حاکم وقت) کے لیے جائز ہے کہ وہ مقتضیات وقت کو ملحوظ رکھے، اگر قتل قرینِ مصلحت ہو تو قتل کرے اگرچہ اس نے کسی کی جان نہ لی ہو، مثلاً وہ غارت گروں کا سردار ہو اور تمام رہزن اس کے تابع فرمان ہوں اور اگر قطع و بُرید مناسب خیال کرے تو قطع کر دے، اگرچہ اس نے مال نہ چرایا ہو، مثلاً اس صورت میں کہ قزاق بڑا چست و چالاک اور غارت گری میں خاص مہارت رکھتا ہو۔

اور بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ اگر راہزنوں نے صرف مال لوٹا ہو تو قتل کیے جائیں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اور انہیں سولی دی جائے، مگر پہلا اکثر

علماء کا قول ہے اور اگر لٹیرے محاربین میں سے ہوں اور انہوں نے اقدامِ قتل کیا تو امام پر واجب ہے کہ اس کو حداً موت کے گھاٹ اتار دے اور اس کو معاف کرنا کسی حالت میں باجماع العلماء جائز نہیں ہے اس کو ابن المنذر نے تحریر کیا ہے۔

مقتول کے وارثوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا اختیار نہیں ہے، بخلاف اس صورت کے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کو دشمنی کی بنیاد پر یا کسی اور وجہ سے ہلاک کر دیا ہو تو مقتول کے اولیاء کو ہر طرح سے اختیار ہے، چاہیں تو قاتل کی جان لیں اور چاہیں تو معاف کر دیں یا خون بہا(دیت) لے لیں کیونکہ قاتل نے کسی خاص غرض کے ماتحت جان لی ہے۔

جب قاتل صاحب حیثیت ہو؟

لیکن محارب چونکہ لوگوں کا مال لوٹنے کے لیے قتل کرتے ہیں اور ان کا ضرر عام ہے اس لیے ان کا قتل حدود شرعیہ میں داخل ہے اور اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور اگر مقتول قاتل کے مقابلہ میں کمزور اور کم حیثیت ہو مثلاً قاتل آزاد اور مقتول غلام ہو یا قاتل مسلمان اور مقتول ذمی یا مستامن ہو تو اس میں فقہاء کی رائے مختلف ہے کہ وہ محاربہ کی بناء پر قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ سب سے قومی مذہب یہی ہے کہ قاتل ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اس نے فسادِ عام کے لیے خون ریزی کی ہے جیسا کہ ان کے اموال لینے کی صورت میں اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے اور جیسا کہ آزاد ان کے حقوق کے لیے قید کیا جائے گا۔

مرتکب جرم اور سہولت کار مساوی

جب اہل محاربہ لٹیروں کی ایک جماعت ہو اور قتل کا اِرتکاب ان میں سے ایک ہی شخص نے کیا ہو اور باقی اس کے معاون ہوں تو جمہور کے نزدیک سب ہلاک کیے جائیں گے، اس بارے میں مرتکب اور معاوِن دونوں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں، یہی

حضرات خلفاء راشدینؓ سے منقول ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے محاربوں کے ربیئہ کو بھی قتل کرایا تھا، ربیئہ غارت گروں کے اس پاسبان کو کہتے ہیں جو غارت گری کے وقت کسی بلند مقام پر چڑھ کر چاروں طرف آنے والوں کی دیکھ بھال کرتا ہے، مرتکب اور معاوِن اس بناء پر جرم میں مساوی رکھے گئے ہیں کہ اس نے ساتھیوں کی امداد سے قتل پر قدرت پائی اور جب کوئی جماعت دوسروں کی مدد سے کسی کارِ خیر یا بد کو انجام دے تو وہ سب ثواب یا سزا میں مشترک ہوتے ہیں جیسے کہ مجاہدین سب کے سب ایک دوسرے کے شریک حال رہتے ہیں۔

اَغیار کے مقابلے میں ایکا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى من سواهم، يرد متسريهم على قعدهم مسلمان قصاص ودیت میں باہم برابر ہیں یعنی شریف ووضیع کا کوئی فرق نہیں، ادنیٰ بھی ان کے ذمہ کے ساتھ سعی کر سکتا ہے یعنی کوئی کم حیثیت مسلمان بھی کسی کافر کو امان دے تو عام مسلمانوں پر اس امان کا قبول کرنا لازم ہوگا اور اس پر بھی لوٹا تا ہے جو ان سے بہت دور ہو مثال کے طور پر ایک لشکر کے آدمی آگے پیچھے جا رہے ہیں اگلوں کو کچھ مال ملا، پچھلے بھی گو ان سے دور ہوں اس مال میں شریک ہوں گے، سب مسلمان غیروں کے مقابلہ میں ایک ہاتھ کا حکم رکھتے ہیں یعنی اغیار کے مقابلہ میں سب مسلمانوں کو یک دل و متحد رہنا چاہیے۔

معاونین جہاد غنیمت میں شریک ہوں گے

جو فوج لشکر کی پچھلی طرف ہو وہ غنیمت میں اس لیے شریک ہے کہ وہ لشکر کے اگلے حصے کی قوت و تمکین کا باعث ہوتی ہے اور عقب سے اس کی محافظ ہے لیکن

یہ حصہ خمس کے حصے کے علاوہ ہوگا، چنانچہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی آپ ﷺ سریہ کو ابتداً جہاد میں خمس نکالنے کے بعد چوتھائی زیادہ دیا کرتے تھے اور جب سریہ اپنے وطن واپس آتا تھا تو خمس نکالنے کے بعد ثلث کا اضافہ فرماتے تھے، اسی طرح اگر کسی لشکر کو مال غنیمت ملتا تھا تو آپ ﷺ سریہ کو بھی اس میں شریک کرتے تھے کیونکہ سریہ لشکر ہی کی فلاح و بہبود کے لیے نقل و حرکت کرتا تھا، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کے دن حضرات طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کو لشکر ہی کی مصلحت و ضرورت سے ایک جگہ بھیجا تھا۔

اسی طرح وہ لوگ بھی ظالم ہیں جو بلا تاویل کسی باطل امر کے پیچھے پڑ کر مقاتلہ کرتے ہیں مثلاً عصبیت اور دعوائے جاہلیت پر خون ریزی کرنے والے، جیسے قیس اور یمن اور ان کی طرح اور دونوں ہی ظالم ہیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ جب دو مسلمان تلوار سونت کر ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئیں اور کوئی ان میں سے مارا جائے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے، التماس کی گئی یا رسول اللہ ! هَذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قاتل تو اس بناء پر جہنمی ہوا کہ اس نے ایک مسلمان کی جان لی، مقتول کیوں واصل جہنم ہوگا؟ فرمایا إِنَّهُ أَرَادَ قَتلَ صَاحِبِهِ وہ بھی اپنے فریق مقابل کے قتل میں کوشاں تھا۔(بخاری و مسلم)

اگر انہوں نے فقط مال لوٹا اور کسی کی جان نہ لی جیسا کہ عرب صحرانشینوں کا عام معمول ہے تو اکثر علماء جیسے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیر ہم کے نزدیک ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور اس ارشاد ربانی کے یہی معانی ہیں۔

أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (المائدہ ۳۳)

ان کے مقابل کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں یا ان کو دیس نکالا دیا جائے، یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب عظیم مہیا ہے۔(المائدہ ۳۳)

ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد مجرم کے ہاتھ اور پاؤں کو اُبلتے ہوئے روغن زیتون یا اس قسم کی کسی اور چیز سے داغ دیا جائے تاکہ خون نکلنا بند ہو جائے کیونکہ اگر روانی خون کو نہ روکا جائے گا تو سیلانِ خون اس کو ہلاک کر دے گا۔

ہاتھ پاؤں کٹنے کی عبرت انگیزی

ہاتھ پاؤں کٹنے کی سزا قتل سے بھی زیادہ عبرت نگیز ہے، کیونکہ صحرا نشین عرب اور فاسق لشکری جب ہمیشہ دست و پا بریدہ دکھائی دیتے ہیں تو ان کو دیکھ کر ہر شخص سبق آموز ہوتا ہے اور پھر کسی دل میں اس ارتکاب جرم کی جرأت نہیں رہتی ،بخلاف قتل کے کہ اس کو لوگ بہت جلد بھول جاتے ہیں اور بعض مجرم تو ہاتھ پاؤں کے کاٹے جانے پر قتل ہونے کو ترجیح دیتے ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا تمام سزاؤں سے زیادہ سخت ہے۔

اور جب وہ اسلحہ کی نمائش کریں مگر قتل و غارت سے باز رہیں اور پھر تلواروں کو میان میں کر لیں یا بھاگ جائیں اولڑائی سے دست بردار ہوں تو جلاوطن کیے جائیں، بعض کہتے ہیں کہ جلاوطن کرنے سے مراد ان کا بھگادینا ہے یعنی ان کو کسی شہر میں نہ رہنے دیں، بعض نے کہا کہ جلاوطن کرنے سے مراد ان کو قید کر دینا ہے، اور بعض علماء کے نزدیک امام (یعنی حاکم وقت) کو شرعاً اختیار ہے کہ جس طرح مصلحتِ وقت دیکھے اس پر عمل کرے خواہ دیس نکالا دے یا قید کرے یا کوئی اور سزا دے۔

قتل مشروع

قتلِ مشروع تلوار سے گردن اُڑادینا یا اسی قسم کا کوئی اور طریقہ اختیار کرنا ہے کیونکہ ایسا کرنا قتل کی تمام قسموں میں سب سے سریع العمل ہے، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

ہے کہ جن آدمیوں اور چوپایوں کو مارنا جائز ہے ان کو اسی طریقہ سے بے جان کیا جائے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الإِحسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحسِنُوا الذِّبْحَةَ، وليَحِدَّ أَحَدُ كُم شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ(مسلم)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا لازم کیا ہے پس تم جب کسی جاندار کو مارنا چاہو تو حسن وخوبی کے ساتھ اس کی جان لو اور کسی جانور کو ذبح کرو تو حسن وخوبی کے ساتھ ذبح کرو اور چاہیے کہ اپنی چھری کو خوب تیز کر لیا کرو تاکہ اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

إِنَّ أَعَفَّ النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلُ الْإِيمَانِ قتل کرنے کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ پارسا اہل ایمان ہیں۔

صلیب دینا یا تختہ دار پر لٹکانا

صلیب دینا یا تختہ دار پر کھینچنا یہ ہے کہ مجرموں کو ایک بلند مکان پر چڑھا دیا جاتا ہے تاکہ لوگ ان کو دیکھیں اور ان کے جرم کی نوعیت ہر ایک کو معلوم ہو جائے، جمہور علماء کے نزدیک بلند جگہ پر چڑھانے کا کام قتل کے بعد ہونا چاہیے کیونکہ بعض کے نزدیک مجرم صلیب پر چڑھا کر پیچھے قتل کیے جانے چاہییں اور بعض فقہاء نے تلوار کے بغیر بھی ان کا قتل جائز رکھا ہے، جس کی ان کے نزدیک یہ صورت ہے کہ کسی بلند مقام پر چھوڑ دیے جائیں یہاں تک کہ بلا قتل خود بخود لقمہ اجل بن جائیں۔

دشمن کا مُثلہ کرنے کی ممانعت

قتل میں مجرم کی تمثیل یعنی اس کا مُثلہ کرنا، ناک اور کان کاٹنا، جائز نہیں، ہاں اگر اس نے کسی کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو قصاص میں ناک، کان، کاٹنا جائز ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ صحابی کا بیان ہے کہ مَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً إِلَّا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ، وَنَهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ، حَتَّى الْكُفَّارَ إِذَا قَتَلْنَاهُمْ، فَإِنَّا لَا نُمَثِّلُ بِهِمْ بَعْدَ الْقَتْلِ، وَلَا نَجْدَعُ آذَانَهُمْ وَأُنُوفَهُمْ، وَلَا نَبْقُرُ بُطُونَهُمْ إِلَّا أَنْ يكونوا فعلوا ذلك بنا، فنفعل بهم مثل ما فعلا

نبی کریم ﷺ نے کوئی ایسا خطبہ نہیں دیا جس میں ہم کو صدقہ دینے کا حکم نہ دیا ہو اور مثلہ کرنے یعنی ناک کان کاٹنے کی ممانعت نہ فرمائی ہو، اسی تعلیم کا اثر ہے کہ ہم کفار تک کو بھی جب قتل کرتے تو کبھی کسی کو مثلہ نہیں کرتے، نہ کسی کا پیٹ پھاڑتے ہیں، نہ کان یا ناک کاٹتے ہیں بجز اس صورت کے کہ اس نے کسی مسلمان سے یہ سلوک کیا ہو، گو ہم قصاص میں ایسا کرنا جائز سمجھتے ہیں لیکن اس فعل سے دست بردار رہنے کو افضل سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

{وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ .وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ} [النحل: ۱۲۶ - ۱۲۷] اور اگر تم مخالفوں کے ساتھ سختی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہو اور اگر لوگوں کی زیادتی پر صبر کرو تو بہر حال صابروں کے لیے صبر بہتر ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب مشرکین مکہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شہدائے احد کے ناک کان کاٹے تھے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا لَئِنْ أَظْفَرَنِي اللَّهُ بِهِمْ لَأُمَثِّلَنَّ بِضِعْفَيْ مَا مَثَّلُوا بِنَا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان پر قابو دیا تو میں ان کے دو چند آدمیوں کے ناک کان کاٹوں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اس خیال سے منع فرما دیا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم اس پر صبر کرتے ہیں، گو یہ آیت ایک مرتبہ مکہ میں بھی نازل ہو چکی تھی مگر مقتضائے خطاب کے سبب سے دوبارہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

اور صحیح مسلم میں بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ

سریہ یا لشکر پر کسی کو امیر بنا کر بھیجتے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور اپنے مسلمان رفقائے سفر کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کیا کرتے تھے، اس کے بعد فرمایا کرتے
اُغزُوا بسمِ اللهِ، فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاَللّٰهِ، وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا اللہ کا نام لے کر فی سبیل اللہ جہاد کرنا، کسی کام میں حد سے تجاوز نہ کرنا، کسی سے غداری اور بے وفائی نہ کرنا، کسی کافر کے ناک، کان نہ کاٹنا

صحرا اور آبادی میں لوٹ مار کرنا برابر ہے

اگر قزاق نے آبادی میں گھر کی چار دیواری کے اندر مال لینے کے لیے ہتھیاروں کی جھنکار دکھائی تو بعض علماء کے نزدیک وہ محارب نہیں کیونکہ گھر والوں کو آبادی میں ہر طرف سے مدد مل سکتی ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک آبادی اور صحرا کا ایک ہی حکم ہے اور یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب ہے، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اصحاب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے بلکہ مفسد لوگ صحرا کی نسبت آبادی میں لوٹ مار کرنے پر سزا کے زیادہ مستحق ہیں، کیونکہ آبادی امن اور طمانیت کا محل ہے اور بدیں وجہ بھی کہ ہر طرف سے لوگوں کی امداد پہنچ سکتی ہے، پس لوگوں کا ہجوم شدت محاربہ کا مقتضی ہے، علاوہ بریں گھر سے آدمی کا سارا مال لوٹا جا سکتا ہے لیکن مسافرت میں عموماً آدمی کا سارا مال واسباب ساتھ نہیں ہوتا، غرض یہی مسلک صحیح ہے، خصوصاً ان اوباشوں کے لیے جن کو لوگ شام اور مصر میں عام طور پر منسر کہتے ہیں اور بغداد کے عیاروں کے لیے بھی یہی مناسب ہے۔

محارِب، حربی، غِیلہ اور مجاہد فی سبیل اللہ

اگر لاٹھیوں یا ہاتھوں اور مقالیع (پتھر پھینکنے کا آلہ) سے پتھر پھینک کر یا اس کے کسی اور طریقے سے جنگ کریں تو بھی وہ محارب ہیں، محارب یا غیر محارب ہونے کے متعلق اور بھی اقوال ہیں لیکن راہِ صواب جس پر جماہیر مسلمین ہیں یہ ہے

کہ أَنَّ مَنْ قَاتَلَ عَلَى أَخْذِ الْمَالِ بِأَيِّ نَوْعٍ كَانَ مِن أَنْوَاعِ الْقِتَالَةِ فَهُوَ مُحَارِبٌ قَاطِعٌ، كَمَا أَنَّ مَنْ قَاتَلَ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْكُفَّارِ بِأَيِّ نَوْعٍ كَانَ مِنْ أَنْوَاعِ الْقِتَالِ فَهُوَ حَرْبِيٌّ کسی طریق پر بھی مال چھیننے کے لیے جس نے لڑائی کی پکا محارب ہے، جیسے وہ شخص نے کافروں میں سے مسلمانوں کے خلاف قتال کی اقسام میں سے کسی قسم سے بھی لڑائی کی تو وہ حربی ہے۔

اور مسلمانوں میں سے جس کسی نے کفار سے تلوار، تیر، نیزے، پتھر یا لکڑی کے ساتھ مقاتلہ کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور اگر کوئی مال لینے کے لیے لوگوں کو مخفی طریق پر قتل کرتا ہے مثلاً دکان کرایہ پر لے کر مسافروں کو اس میں جگہ دینا اور ان کو تنہا پاکر قتل کر دینا اور اس طرح مقتول کے مال پر قبضہ جمالیتا ہے یا درزی، طبیب یا کسی دوسرے مستاجر کو اپنے گھر بلا کر قتل کرتا ہے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیتا ہے، اس قسم کے قتل کو عربی زبان میں غیلہ (غِيلَة) کہتے ہیں۔

فقہاءؒ اس شخص کے بارہ میں بھی مختلف الرائے ہیں جو سلطان اسلام کی جان لے جیسے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل کیا گیا تھا، کیا ایسا شخص محاربین کے حکم میں ہے کہ لازماً قتل کیا جائے یا اس کا معاملہ مقتول کے وارثوں کے ہاتھ میں ہوگا؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے مذہب میں اس پر دو قول ہیں کیونکہ سلطان کے قتل میں فساد عام ہے۔

وہ غارت گر جو حاضر نہ ہو

یہ سب اس صورت میں ہے کہ ان پر قابو پالیں لیکن جب سلطان یا اس کے کسی نائب نے ان کو حدِ شرعی جاری کرنے کے لیے طلب کیا اور انہوں نے حاضری سے انکار واعراض کیا تو باتفاق علماء مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان سے قتال کریں یہاں تک کہ ان سب پر قابو پالیں اور جب قتال کے بغیر کسی طرح مطیع و منقاد نہ ہوں تو ان

کا یہ فعل ان سب کے قتل کو مباح کر دے گا،ان لوگوں سے جنگ خواہ ہونا ان تمام گروہوں کے قتال سے زیادہ مؤکد ہے جو شرائع اسلام سے سرتابی کرتے ہیں،انہوں نے رعایا کے جان ومال کو نقصان پہنچانے اور کھیتی اور نسل کو تباہ کرنے کے لیے گروہ بندیاں کرر کھی ہیں،ان کا مقصود اِقامتِ دین یا خدمتِ ملک نہیں بلکہ یہ فتنہ پرداز اُن مبارزت خواہوں کی مانند ہیں جنہوں نے کسی قلعہ یا غار یا پہاڑ کی چوٹی یا کسی وادی کے بطن وغیرہ مقامات میں پناہ لے رکھی ہو اور ہر اس شخص کو جو اُدھر سے گزرے لوٹ لیتے ہوں اور جب شاہی لشکر آکر ان سے مطالبہ کرے کہ وہ اِطاعت کر کے جماعت المسلمین میں داخل ہو جائیں تو اس سے برسرجنگ ہوں جیسے وہ صحرا نشین عرب جو حاجیوں یا دوسروں کی راہ لوٹتے ہیں اور لوٹ مار کر پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لیتے ہیں یا وہ قزاق جو شام اور عراق کے درمیان رہزنی کرتے ہیں۔

مسلمان ڈاکو کافروں کے حکم میں نہیں

ان سے قتال کرنا بمنزلہ جنگ کفار کے نہیں ہے کیونکہ وہ کفار نہیں ، پس ان کا مال نہ لیا جائے سوائے اس صورت کے کہ انہوں نے ناحق مسلمانوں کا مال لوٹا ہو وہ اموال المسلمین کے جواب دہ ہیں ،پس ان سے اس انداز پر مال وصول کر لیا جائے جو انہوں نے لوٹا ہو اگرچہ معین طور پر ان کی غارت گری کی مقدار معلوم نہ ہو اور اگر مال کی صحیح مقدار معلوم ہو تو ان سے اسی قدر وصول کیا جائے جتنا کہ انہوں نے لیا ہو اور پھر ان کے مالکوں کے حوالے کیا جائے۔

ان رقوم کی واپسی کے بعد کچھ بچے وہ اسلامی ضروریات پر خرچ کیا جائے مثلاً اس فوج پر جو ان سے لڑی ہے، ان سے محاربہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان پر قابو پائیں یہاں تک کہ ان کے خلاف حدود اللہ جاری کی جائیں اور فتنہ وفساد کی جڑ کٹ جائے اور اگر باغیوں میں سے کوئی شخص شدید زخمی ہو جائے تو اس کو اسی حالت

میں چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ مر جائے مگر اس صورت میں کہ اس کا قتل واجب ہو اور کوئی ڈاکو بھاگ جائے تو اچھا ہے کیونکہ خلقِ خدا نے اس کے شر سے نجات پائی، ایسی حالت میں ہم اس کا پیچھا نہ کریں گے بجز اس صورت کے کہ اس پر کوئی شرعی حد لازم نہ آتی ہو یا اس کی طرف سے مسلمانوں کو خطرہ ہو، ان غارت گروں میں سے جو کوئی قید کر لیا جائے گا اس پر وہی حد جاری ہو گی جو دوسروں کو ماری جاتی ہے۔

اور بعض فقہاء اس میں تشدد کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کا مال بطور غنیمت لے لینے اور اس میں خمس نکالنے کے بھی قائل ہیں، لیکن اکثر فقہاء نے اس سے انکار کیا ہے، البتہ اگر وہ بھاگ کر ایسے گروہ سے جا ملیں جو شریعت اسلام سے خارج ہو اور مسلمانوں کے خلاف ان کو مدد دیں تو ان سب سے یکساں قتال کیا جائے گا اور ان لوگوں کے لیے جن کا مال چھیننے کی کوشش کی گئی ہو باتفاق المسلمین جائز ہے کہ محاربین سے مقابلہ کریں اور مقاتلہ پر قدرت رکھنے کی حالت میں ان پر یہ واجب نہیں کہ جان بچانے کی خاطر اپنا زیادہ یا کم مال ضرور ان کے حوالے کر دیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے

مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ حُرْمَتِهِ فهو شهيد جو کوئی اپنے مال کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے۔ جب ظالم کی چیرہ دستی کا مقصد حصول مال ہو تو جائز ہے کہ لڑائی کیے بغیر کچھ مال دے کر اس کو دفع کر دیا جائے۔

عزت کی خاطر جان پر کھیل جانا

جب کوئی نابکار حرمت و ناموس کا طلب گار ہو مثلاً کسی کے محارم سے حرام کاری کا ارتکاب کرنا چاہتا ہو یا عورت سے فسق و فجور کا خواہش مند ہو تو پھر انسان پر واجب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کو دفع کرے اگرچہ کشت و خون تک نوبت پہنچے

اور یہ کسی طرح جائز نہیں کہ اس کو اپنے اوپر قابو دے، بخلاف مال کے کہ اس پر تصرف کرنے کی اجازت دینا شرعاً روا ہے کیونکہ مال خرچ کرنا جائز ہے لیکن فجور بالنفس اور ناموس کی قربانی کسی طرح جائز نہیں اور جب حملہ آور کا مقصد جان ستانی ہو تو مدافعت کرنی جائز ہے۔

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حفظ و دفاع واجب ہے یا نہیں ؟اس کے متعلق امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے مذہب میں علماء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ مدافعت واجب ہے دوسرا یہ کہ واجب نہیں، لیکن وجوب و عدمِ وجوب کی یہ بحث اس صورت میں ہے کہ مسلمانوں کا کوئی سلطان ہو لیکن جب عیاذ بااللہ کوئی فتنہ اٹھ کھڑا ہو مثلاً مسلمانوں کے دو بادشاہوں میں اختلاف ونزاع ہو اور باہم رزم وپیکار تک نوبت پہنچے تو اس تصادم میں اگر ایک بادشاہ دوسرے کے شہر میں داخل ہو کر قتل وغارت کا بازار گرم کرے تو کیا اس فتنہ میں کسی انسان کے لیے جائز ہے کہ اپنی طرف سے مدافعت کرے یا اپنے آپ کو سونپ دے اور مقابلہ نہ کرے؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے مذہب میں اس کے متعلق اہل علم کے دو قول ہیں۔

غصب شدہ مال کی واپسی اور حدود شرعیہ

جب بادشاہ جنگجو ڈاکوؤں کی مدد سے فتح پالے اور انہوں نے لوگوں کے اموال لے لیے ہوں تو بادشاہ پر واجب ہے کہ نہ صرف یہ کہ لوگوں کے اموال ان سے واپس دلائے بلکہ اس پر لازم ہے کہ غاصبوں اور غارت گروں پر حد شرعی جاری کرے اور اگر بعد اس کے کہ ان کے خلاف ثبوت بہم پہنچ چکا ہو وہ مال حاضر کرنے میں لیت و لعل کریں تو ان کو قید وبند اور جسمانی اذیت کی سزا دے یہاں تک کہ وہ مال لاکر حاضر کریں یا حاضر کرنے کی ضمانت دیں یا اس جگہ نشان دہی کریں جہاں مال رکھا ہو اس قسم کا مطالبہ کرنا صاحب مال کا حق ہے اور اگر وہ یہ مال ان کو ہبہ کردے یا اس

پر مصالحت کر لے یا ان کی سزا معاف کر دے تو اسے اس کا پورا اختیار ہے بخلاف حد کے جو ان پر لازم ہو کیونکہ حد شرعی کسی حالت میں معاف نہیں ہو سکتی اور امام یعنی حاکمِ وقت کے لیے جائز نہیں کہ صاحب مال کو اپنا کچھ حق چھوڑنے پر ملزم گردانے اور اگر اموال تلف ہو چکے ہوں مثلاً غارت گر یا سارق کھا گئے ہوں تو وہ ان کے ذمے اسی طرح واجب الادا ہوں گے جس طرح دوسرے غاصب مال مغصوبہ کے ضامن ہوتے ہیں یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، پس اس مال کے لیے نادار اور تنگ دست آدمیوں کو اس وقت تک مہلت دی جائے گی جب تک انہیں آسودگی نہ ہو جائے۔

اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تاوان اور قطع دونوں جمع نہیں ہو سکتے، یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ صرف اس صورت میں ضامین ہو گا جب کہ اس کی مالی حالت درست ہے تنگی کی حالت میں وہ کفیل نہ ہو گا اور یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

مال دار لوگوں کو مجبور کرنے کی ناگواری

بادشاہ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مال دار اور بااثر لوگوں کو جنگجو باغیوں کی تلاش اور اقامتِ حدود اور لوگوں کا مال باغیوں سے وصول کر کے باغیوں تک پہنچانے پر مجبور کرے، اسی طرح ان کو چوروں کی تلاش پر مجبور کرنا بھی روا نہیں، نہ اپنے لیے اور نہ اس لشکر کے لیے جس کو بادشاہ چوروں کی تلاش میں بھیجے، بلکہ ان کی تلاش و جستجو خود ایک طرح کا جہاد فی سبیل اللہ ہے، پس ان کی تلاش میں لشکر اسلام کو اس طرح نکلنا چاہیے جس طرح وہ غزوات کے لیے نکلتا ہے اور اس لشکر پر وہی مال خرچ کرنا چاہیے جو دوسرے غازیوں کے نفقہ پر خرچ کیا جاتا ہے اگر مجاہدین فی سبیل اللہ کے پاس کچھ قطعات زمین یا عطایا ہوں اور وہ ان کی ضروریات جہاد کے لیے اکتفا

کریں تو بہتر ورنہ سلطان کو چاہیے کہ ان کو اتنا مال دے جو ان کے غزوہ کی ضروریات کا کفیل ہو سکے کیونکہ یہ بھی انفاق فی سبیل اللہ کا ایک شعبہ ہے۔

اگر محارب رہزن زیادہ شوکت و حشمت کے مالک ہوں جس کے باعث ان کی تالیف قلوب کی ضرورت ہو تو اگر امام ان کے کسی رئیس کو اس غرض سے کچھ عطا کرے کہ وہ باقیوں کو لا حاضر کرے یا اپنی شر انگیزی سے باز آئے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ دوسرے بھی ضعیف اور پست ہمت ہو جائیں تو یہ جائز ہے، اس قسم کے لوگ مؤلفۃ القلوب کے زمرہ میں داخل ہوں گے، اس عطاو بخشش کا جواز احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ متعدد ائمہؒ سے مروی ہے اور یہ کتاب و سنت اور اصول شریعت سے ثابت ہے۔

لیکن امام کا ایسا لشکر بھیجنا جائز نہیں جو رہزنوں کے مقابلہ سے عاجز ہو یا تاجروں اور مسافروں سے کچھ وصول کرنے لگے بلکہ اسے ہمیشہ ایسا لشکر جرار بھیجنا چاہیے جو حربی صلاحیت کے ساتھ دیانت و امانت کی صفت سے بھی موصوف ہو اور اگر ایسا لشکر مہیا نہ ہو تو پھر اس سے کم تر اوصاف کی جو جمعیت بھی فراہم ہو سکے بھیجی جائے۔

رؤسا جو رہزنوں کی لوٹ مار میں حصہ دار ہوں

اگر سلطان کا کوئی نائب یا دیہات کے رؤسا درپردہ یا علانیہ رہزنوں سے ملے ہوں، ان کی لوٹ مار میں حصہ دار ہوں اور ان کی طرف سے مدافعت کرتے ہوں تو یہ بہت بڑا جرم ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور اکثر اہلِ علم کے نزدیک اگر ڈاکو کسی کو قتل کریں تو یہ نائب یا رئیس بھی قتل کیا جائے گا اور اگر مال لیا ہو تو اس کے بھی ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے اور اگر قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا تو یہ بھی قتل کر کے صلیب پر چڑھایا جائے گا اور اہل علم کی ایک جماعت نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ پیر کاٹے جائیں گے، قتل بھی کیا جائے گا اور صلیب پر بھی چڑھایا جائے گا، اگر نائب یا رئیس قزاقوں کو قتل و غارت کی تو اجازت نہ دے لیکن جب ان پر قابو پائے تو مال

میں ان کا حصہ دار بن کر کسی حد شرعی یا حقوق کو معطل کرے یا کسی محارب یا چور یا قاتل یا اس قسم کے دوسرے مجرم کو جس پر حد واجب ہے یا اللہ تعالیٰ یا کسی آدمی کا حق لازم ہے اپنے ہاں پناہ دے یا اس کی حمایت کرے تو بھی جرم میں اس کا شریک ہے اور اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے اس پر لعنت کی ہے، مسلم نے اپنی صحیح میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لَعَنَ اللّٰہُ مَنۡ أَحۡدَثَ حَدَثًا أَوۡ آوَی مُحۡدِثًا

اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو جگہ دے۔ (دوسرا معنٰی: اللہ نے اس شخص پر لعنت بھیجی ہے جو جرم و گناہ کرے یا مجرم گناہ گار کو پناہ دے)

جو شخص مال واجب کو حاضر کرنے میں لیت و لعل سے کام لے

جب یہ ظاہر اور ثابت ہو جائے کہ فلاں آدمی نے محدث (بدعتی یا مجرم) کو پناہ دی ہے تو اُس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ مجرم کو حاضر کرے یا اُس کی خبر دے کہ فلاں جگہ و مقام پر ہے، اگر وہ حاضر کر دے یا خبر اواطلاع دے دے تو بہتر اور اگر وہ اس سے اعراض کرے تو اس کو قید کر کے بار بار زدوکوب کریں، یہاں تک کہ اصل مجرم پر قدرت و قابو حاصل ہو جائے۔

اسی طرح اس شخص کی بھی سرکوبی کی جائے گی جو مال واجب کے حاضر کرنے میں ٹال مٹول، لیت و لعل سے کام لے، پس جب کبھی بھی ان آدمیوں یا مالوں کو پیش کرنے سے اجتناب کیا جائے گا جن کا حاضر کرنا واجب ہو تو مجرم پر سختی کی جائے گی اور اگر کسی کو معلوم ہو کہ شخص مطلوب کہاں ہے یا مال مطلوب کہاں پوشیدہ رکھا ہوا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس کی خبر دے اور صحیح طور پر اس کا پتہ نشان بتائے، اس کے لیے چھپانا کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اس کی اطلاع دینا تعاون علی البر والتقویٰ کی

قبیل سے ہے اور یہ واجب ہے بخلاف اس صورت کے کہ راہ باطل میں کسی جان ،مال یا کسی اور چیز کی تلاش ہو، جس کے بتانے کی صراحتاً ممانعت ہے کیونکہ باطل کی تائید میں کوئی اطلاع دینا تعاون علی الاثم والعدوان کی قسم سے ہے، بلکہ دریافت کرنے والوں کو بلطائف الحیل ٹال دیناچاہیے کیونکہ مظلوم کی مدد کرناواجب ہے۔

ظالم کو ظلم سے روکنا

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے گزارش کی یارسول اللہ! میں مظلوم کی تو مدد کرتا ہوں، لیکن ظالم کی کس طرح مدد کی جاسکتی ہے؟ فرمایا تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ. فَذَلِكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ اس کو ظلم سے روک دو، یہی اس کی مدد کرنا ہے،اس کو مسلم نے بھی جابر سے روایت کیاہے۔

اور صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاِتِّبَاعِ الجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ العَاطِسِ، وَإِبرَارِ المُقسِمِ، وَإِجَابَةِ الدَّعوَةِوَرَدِّ السَّلَامِ،وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ،

نبی کریم ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیااور سات باتوں سے روکا، مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کی پیروی کرنا، چھینکنے والے کواس کی چھینک کا یرحمک اللہ کہہ کر دعادینا، سلام کاجواب دینا، قسم پوری کرنا، دعوت قبول کرنااور مظلوم کی مدد کرنا۔

وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ الشُّرْبِ بِالْفِضَّةِ، وَعَنْ الْمَيَاثِرِ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالْقَسِّيِّ وَالدِّيبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ

سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے، قمار بازی، ریشم وقز، استبرق اور دیباج پہننے سے منع فرمایا۔

نشان دہی نہ کرنے والے کی سزا

اگر علم رکھنے والا شخص روپوش آدمی یامال مطلوب کی نشان دہی کرنے سے گریز کرے تو قید وغیرہ کے ذریعہ سے اس کی سزا جائز ہے اور یہ سختی اس وقت تک برابر جاری رہے گی جب تک وہ یہ پتہ ونشان نہ بتائے کیونکہ وہ اس اِظہارِ حق سے پہلو تہی کرتا ہے جو اس پر واجب تھا، لیکن یاد رہے کہ یہ سزا اسی حالت میں واجب ہے جب اس بات کا یقین کامل ہو کہ وہ شخص پوشیدہ یامالِ مستور کے حال پر مطلع ہے۔

اور اس جاننے والے سے اس قسم کا مطالبہ اس حق کی وجہ سے نہیں ہے جو کسی دوسرے شخص پر واجب ہے اور نہ یہ سزا دوسرے کی خیانت پر ہے جس کی وجہ سے اس ارشاد الٰہی کی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ کوئی شخص دوسرے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر نہیں لے گا، یا نبی کریم ﷺ کے اس قول کی مخالفت لازم آئے، أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ ہر جرم کی سزا اسی شخص کو دی جائے جو اس جرم کا مرتکب ہو، بلکہ وہ شخص اپنے ہی گناہ کی پاداش میں شکنجہ عذاب میں کسا جاتا ہے کیونکہ انصاف اور حق رسی کے لیے ظالم کے حاضر کیے جانے کی ضرورت ہے مگر اس شخص کو ظالم کے چھپنے کی جگہ کا علم رکھنے کے باوجود بتانے سے انکار ہے اور وہ اس پوشیدہ مقام کا علم رکھتے ہوئے جس کا تعلق حقوق مسلمین سے ہے اس کی دادرسی اور نصرتِ واجبہ سے پہلو تہی کرتا ہے جس پر کتاب وسنت اور اجماع کی شہادت موجود ہے۔

اور ظالم کی تائید وحمایت کرنے کے بارے میں جیسا کہ اہلِ معصیت ایک دوسرے کی کرتے ہیں اور مظلوم سے بغض وعناد رکھنے کی نسبت رب العالمین فرماتا ہے {وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى} اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کے ارتکاب کا باعث نہ ہو کہ انصاف نہ کرو، بلکہ ہر حال میں انصاف کرو کہ شیوہ انصاف پرہیزگاری سے قریب تر ہے۔(مائدہ ۸)

اور یہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ نصرتِ الٰہی، نصرتِ رسول اور نصرتِ دین کے تارک، محض کمزور دل اور دُون ہمتی کی راہ سے قیامِ عدل و انصاف سے پہلو تہی کرتے ہیں حالانکہ رب العالمین نے اس کو اپنے بندوں پر واجب کر دیا ہے، ایسے لوگوں سے جب کہا گیا کہ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ راہ خدا میں لڑنے کے لیے نکلو تو وہ زمین میں ڈھیر ہوئے جاتے ہیں۔

بہر حال علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ چور اور چوری شدہ مال کا راز پوشیدہ رکھنے والا سزا کا مستحق ہے اور جو کوئی ایسی بے راہ روی اختیار کرے وہ حدودِ شرعیہ کو معطل اور حقوق کو ضائع کرتا ہے، ایسا کرنے سے ہر جگہ قوی ضعیف کو کھا جائے گا، اس کی مثال یہ ہے کہ کسی خدانا ترس نے کسی کا مال چھین لیا ہے یا قرض لے کر دینے کا نام نہیں لیتا اور کسی شخص کے پاس اس ظالم کا مال جمع ہے، حاکم عادِل چاہتا ہے کہ اگر وہ شخص ظالم کا مال اس کے حوالے کر دے تو مظلوم کے اہل و عیال کا خرچ یا اَقارِب، لونڈی غلاموں اور بہائم کے واجبات ادا کرنے میں مظلوم کی مدد کرے مگر وہ شخص جس کے پاس ظالم کا مال جمع ہے حاکم کے سپرد کرنے سے انکار کرتا ہے۔

الغرض زدوکوب یا کوئی اور تعزیر اس شخص کے لیے ہے جس پر کسی چور یا چوری شدہ مال کا حاضر کرنا واجب ہو اور وہ علم رکھنے کے باوجود نہ تو اس کو حاضر کرتا ہے اور نہ کوئی کھوج بتاتا ہے جیسا کہ رہزنوں، چوروں اور ان کے حامیانِ کار کا عام معمول ہے۔

ظلم سے بچانے کی نیت سے ملزم کی حوالگی سے اعراض

لیکن اگر وہ بدیں احتمال حاضر کرنے یا خبر کر دینے سے اعراض کرتا ہے کہ طلب کرنے والا اس پر ظلم و زیادتی کرے گا وہ شخص نیک کردار اور محسن ہے، بسا اوقات یہ دونوں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں، اس لیے حاکم پر واجب

ہے کہ حق اور باطل میں تمیز کرے، دیہات کے اکثر چودھریوں کی یہ حالت ہے کہ جب ان سے کوئی شخص پناہ مانگتا ہے یا چودھری اور اس پناہ گزیں میں کوئی قرابت یادوستی ہو تو یہ چودھری عام طور پر حمیت جاہلیت کے اقتضاء سے اس کی حمایت کرتے ہیں، اگرچہ پناہ گزیں ظالم اور باطل پرست اور مظلوم راست رو اور حق بجانب ہو خصوصا ایسی حالت میں کہ مظلوم کوئی رئیس ہو۔

جب مظلوم کی طرف سے اس ظالم کی حوالگی کا مطالبہ ہوتا ہے جس نے کسی چودھری کے ہاں پناہ لی ہو تو وہ حوالگی کو اپنے عجز وذلت پر محمول کر کے اس کے سپرد کرنے سے انکار کر دیتا ہے، حالانکہ یہ محض جہالت اور دینی بے حمیتی ہے جو دنیاوی مفسدات کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اور بیان کیا گیا ہے کہ صحرا نشین عربوں کی لڑائیاں مثلا جنگ بسوس جو قبیلہ بنو بکر اور تغلِب میں ہوئی اسی قسم کی تھیں اور ترک اور مغل بھی جو ہنوز مشرف با اسلام نہ ہوئے تھے مسلمانوں کی اسی بے حمیتی کے باعث دارالاسلام میں داخل ہوئے اور ماوراءالنہر اور خراسان کے مسلم بادشاہوں پر غالب آئے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ جس کسی نے حق تعالی کی رضاجوئی کے لیے اپنے نفس کو ذلیل کیا، اس نے اس کو عزت دی اور اللہ تعالی کے نزدیک اس کی مخلوق میں سب سے زیادہ معزز ومکرم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو اور جس شخص نے حق سے روگردانی کر کے اور گناہ کا ارتکاب کر کے عزت حاصل کرنی چاہی اس نے اپنے آپ کو ذلیل کیا اور اپنے نفس کی توہین کی۔

رب العالمین فرماتے ہیں ﴿مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِيۡعًا﴾ [فاطر: ۱۰] جو کوئی عزت کا خواہاں ہو اس کو چاہیے کہ اللہ تعالی کی فرمانبرداری کرے کیونکہ عزت ساری اللہ تعالی کی ہے (یعنی اللہ کے دین کی ہے) اور منافقوں کی نسبت اللہ

تعالیٰ نے فرمایا {يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ} [المنافقون] یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹ گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے حالانکہ حقیقی عزت اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کو حاصل ہے مگر منافق لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔(المنافقون ۸)

اور خاص اس موقع کی نسبت فرمایا {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ - وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ - وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ} [البقرة: ۲۰۴ - ۲۰۶] ایک آدمی ایسا ہے جس کی باتیں آپ کو دنیا کی زندگی میں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنی دلی ارادت پر اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہے حالانکہ وہ منافقوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے اور جب تمہارے پاس لوٹ کر جاتا ہے تو زمین پر فساد پھیلانے کی کوشش کرتا اور کھیتی باڑی کو اور آدمیوں اور جانوروں کی نسل کو تباہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد سے بیزار ہے اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو شیخی دامنگیر ہو کر اس کو گناہ پر آمادہ کرتی ہے، پس ایسے نابکار کو جہنم کافی ہے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

مظلوم کی دادرسی

جس شخص کے پاس آکر کوئی مظلوم پناہ مانگے تو اس پر واجب ہے کہ اس کو پناہ دے لیکن صرف اس شخص کا یہ کہنا کہ میں مظلوم ہوں سے اس کا دعویٰ ثابت نہیں ہو جاتا، بلکہ مختلف ذرائع سے اس کی تصدیق کر لینا چاہیے، اور جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو ظالم کو نرمی کے ساتھ ظلم سے روکنے کی کوشش کی جائے اور اگر نرمی

کے اثرانداز ہونے کے امکانات نہ ہوں تو قوت استعمال کرنا چاہیے،اور اگر دونوں یکساں ظالم اور مظلوم ہوں جیسا کہ اہل اہوا (نفس پرست،خواہشات کے پجاری) ہوتے ہیں جیسے قیس اور اہل یمن اور ان جیسے اور لوگ،اکثر شہری اور دیہاتی دعویدار ایسے ہی ہوتے ہیں۔

یا دونوں فریق ظالم نہیں ہیں محض شبہ،تاویل یا غلط فہمی کی بنا پر ایک دوسرے سے الجھ پڑے ہیں،اگر ایسا ہے تو دونوں میں میں مصالحت کرادینی چاہیے یا حکم کے ذریعہ سے باہم فیصلہ کرانا چاہیے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

{وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ - إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} [الحجرات:۹-۱۰]

اور اگر مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک فرقہ دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو، یہاں تک کہ وہ حکم خدا کی طرف رجوع لائے، پھر جب رجوع لے آئے تو فریقین میں عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کو ملحوظ رکھو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرادیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

{لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا} [النساء: ۱۱۴] ان لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں مگر ہاں جو خیرات یا نیک

کاموں میں یا لوگوں میں میل جول کی صلاح دے اور جو شخص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسے نیک کام کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔

عصبیت و برادری ازم

حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ أَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يَنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ فِي الْحَقِّ؟ کیا یہ بھی عصبیت جاہلیہ ہے کہ ایک شخص حق بات پر اپنی قوم اور قبیلے کی نصرت واعانت کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا نہیں، اور فرمایا وَلَكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يَنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ فِي الْبَاطِلِ عصبیت یہ ہے کہ آدمی باطل میں اپنی قوم کی اعانت وامداد کرے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے خَيْرُكُمُ الدَّافِعُ عَنْ قَوْمِهِ مَا لَمْ يَأْثَمْ تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی قوم کی مدافعت کرے اور اس میں وہ گناہ گار نہ ہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے مَثَلُ الَّذِي يَنْصُرُ قَوْمَهُ بِالْبَاطِلِ كَبَعِيرٍ تَرَدَّى فِي بِئْرٍ فَهُوَ يُجَرُّ بِذَنَبِهِ جو شخص باطل پر اپنی قوم کی مدد کرتا ہے وہ مثل اس اونٹ کے ہے جو کنوئیں میں گر پڑا اور اپنی دم ہلا رہا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ سَمِعْتُمُوهُ يَتَعَزَّى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَعِضُّوهُ بِهَنِ أَبِيهِ وَلَا تُكَنُّوا جس شخص کے متعلق تم سنو کہ اس نے جاہلیت کا جھنڈا بلند کیا ہے تو اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکو کہ وہ پھولنے پھلنے نہ پائے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ بات جو دعوت اسلام اور دعوت قرآن سے باہر ہے اب وہ خواہ نص کے اعتبار سے ہو، شہر اور آبادی کے لحاظ سے ہو یا جنس اور قوم یا مذہب کے اعتبار سے ہو، یا کسی دوسرے اعتبار سے ہو وہ جاہلیت ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ جاہلیت کا جھنڈا لے کر کھڑا ہوتا ہے بلکہ ایسا ہے جیسا کہ وہ آدمی مہاجر اور انصار میں باہم لڑ پڑے تو مہاجر پکار اٹھا یَا لَلْمُهَاجِرِينَ اور انصاری پکار اٹھا یَا لَلْأَنْصَارِ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہنا پڑا أَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ ۔ وَغَضِبَ لِذَلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا کیا تم دعوائے جاہلیت لے کر کھڑے ہو گئے اور ابھی تو میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر سخت ناراض ہوئے اور غصہ کا اظہار فرمایا۔

قرطاس ادب

کَلَامِ عَلّامَہ اِقبَال کِی رَوشنِی مَیں

محمد شریف بقا

عشق فقیہِ حرم، عشق امیرِ جُنُود
عشق ہے ابنُ السبیل اس کے ہزاروں مقام

اَلفَاظ: فقیہِ حرم: حرم کا فقیہ، اسلام کا عالم، اسلامی تعلیمات کا واقف، فقیہ: علم فقہ کا ماہر، دینی علوم سے بخوبی آگاہ، شریعت اسلامیہ کا گہرا علم رکھنے والا، حرم: کعبہ کی چار دیواری۔ امیرِ جنود: فوجیوں کا امیر، سپہ سالار، امیر: سردار، حکم دینے والا۔ جُنود: جندؓ کی جمع فوجی، لشکری۔ ابن السبیل: راستے کا بیٹا، مراد مسافر۔ ابنؓ: بیٹا ۔ سبیل: راستہ۔

مَطلَب: عشق حرم کی رِوایات کا واقف اور شریعتِ اِسلامیہ کا محافظ ہے، عشق فوجیوں کا سردار (مسلمان مجاہدوں کا سالار) ہے، عشق ایک ایسا مسافر ہے جسے ہزاروں منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

تشریح: اس شعر میں بھی عشق کے علمی، عسکری اور حرکی پہلو کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اس مفہوم کو بیان کرنے کے لیے جو اَلفاظ اور ترکیبیں استعمال کی گئی ہیں وہ بہت ہی اَچھوتی اور دِل نواز ہیں، عشق کا موضوع ہو تو علامہ اِقبالؒ کے اُسلوب نگارش اور فکر انگیزی کے خوب جوہر کھلتے ہیں کیونکہ یہ اِن کا خاص دِل پسند موضوع ہے، علمی کمالات ہوں یا عسکری فتوحات دونوں کے لیے شدت جذبہ

اعمال پرستی اور سچی لگن کی بہت ضرورت ہوتی ہے، یہ تینوں چیزیں عشق کے اہم لوازمات میں سے ہیں، عشق کی بدولت خداپرست مسلمانوں اور عاشقانِ رسول ﷺ نے اسلامی شریعت (فقہ اسلامی) جہادو تسخیرِ عالم کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے، فقہ اسلام اور غلبہ اسلام کے ضمن میں جذبہ فکر و عمل نے نمایاں کردار ادا کیا تھا، اس لیے شاعر مشرقؒ نے عشق کو فقیہِ حرم اور امیر جنود کہا ہے، ہم فقہ حرم کو شرع مسلمانی اور غلبہ اسلام کو جذب مسلمانی کا بھی نام دے سکتے ہیں، جیسا کہ حضرت علامہ اقبالؒ کا خیال ہے

اک شرع مسلمانی، اک جذب مسلمانی
ہے جذب مسلمانی سر فلک الافلاک

فقیہ حرم ہونے کی حیثیت سے عشق کا علم و حکمت کے ساتھ بھی تعلق ہے اور امیر جنود کے طور پر جہاد و عمل سے بھی گہرا ربط ہے، علامہ اقبالؒ نے اپنی ایک غزل میں فکر و عمل، علم و جہاد اور خبر و نظر کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک کو علم اور دوسرے کو فقر بھی کہا ہے، وہ ان دونوں کا مقابلہ ان الفاظ میں کرتے ہیں

علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ
علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ

وہ اپنی ایک نظم علم و عشق میں علم اور عشق کا تقابل یوں کرتے ہیں

عشق کی گرمی سے ہے معرکہ کائنات
علم مقام صفات، عشق تماشائے ذات

عشق فَقِیہِ حَرَم: علامہ اقبالؒ نے جذبہ عشق کو حرم کا فقیہ کہا ہے، تاریخ اسلام کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتاز اور خدا ترس فقہائے اسلام اور

شریعت اسلامیہ کے ماہرین نے حرم کی روایات یعنی اسلامی تعلیمات کی تشریح اور حفاظت بڑی جانفشانی سے کی ہے، خداترس اور صالح علماء نے اسلام سے اپنی قلبی وابستگی اور جذبہ جنوں کا ثبوت دیا ہے، یہ عاشقانِ شریعت اِسلامیہ بڑی جرأت اور ہمت کے ساتھ جابر بادشاہوں کے سامنے بھی کلمہ حق کہنے اور اسلامی تعلیمات کی حقیقی تعبیر و تشریح پیش کرنے سے باز نہ رہ سکے، اس بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی جفاکشی اور اسلامی محبت کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔

عِشق اَمِیرِ جُنُود: عشق کو امیر جنود قرار دے کر شاعر مشرق نے اسلامی جذبہ جہاد کی برتری اور اہمیت تسلیم کی ہے، اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ مسلمان مجاہدین نے ہمیشہ اسلامی تعلیمات کے فروغ اور خدائی حاکمیت کے تصور کی خاطر جامِ شہادت نوش کیا ہے، وہ غلبہ اسلام کو اپنی زندگیوں کا اعلیٰ نصب العین بنا چکے تھے، ان کا یہ جذبہ ہی انہیں کشاں کشاں میدانِ جنگ میں لے جاتا تھا، اس لحاظ سے ان کا یہ جذبہ جاں نثاری اس سپہ سالار کی حیثیت رکھتا تھا جو فوجوں کی قیادت کرتا ہے۔

عشق ھے اِبنُ السَّبِیل: علامہ اقبالؒ چونکہ ہمیشہ حرکت و عمل کو اسلام کی روح سمجھتے تھے اس لیے وہ اس کے مظاہر اور متعلقات کو بھی حرکی اور ارتقائی قرار دیتے ہیں، دوسری ضروری بات یہ ہے کہ ان کی رائے فراق ووَصل سے بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ اس طرح حرکت وارتقاء کا عمل جاری رہتا ہے، منزل پر پہنچ کر مسافر کے اندر ذوق وشوق کی کمی واقع ہو جاتی ہے، وہ چاہتے ہیں کہ انسان ہمیشہ ارتقائی منازل ہی طے کرتا رہے تاکہ زندگی کی گہما گہمی ختم نہ ہو، تصوّف میں بھی سالک کو کئی مراحل سے گزارا جاتا ہے، ان کے یہ اشعار قابل غور ہیں

شرع محبت میں ہے عشرت منزل حرام
شورش طوفاں حلال، لذت ساحل حرام

عرفانِ رومی

بگزراں از جانِ ماسوء القضا

وامیر مارا ز اخوان الصفا

ارشاد فرمایاکہ مولانا رومی دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! اگر میری تقدیر میں کوئی سوء قضاء کوئی شقاوت اور بد بختی لکھ دی گئی ہو تو اس سوء قضا کو حسن قضا سے تبدیل فرما دیجیے یعنی شقاوت کو سعادت سے، بد نصیبی کو خوش نصیبی سے بدل دیجیے، حدیث پاک میں بھی سوء قضا سے پناہ آئی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِن جَھدِالبَلَاءِ وَدَرکِ الشِّقَاءِ وَسُوءِ القَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الاَعدَاءِ

معلوم ہوا کہ اگر سُوءِ قضا کا حسن قضا سے تبدیل ہونا محال ہوتا تو حدیثِ پاک میں اُمت کو یہ دعا آپ ﷺ تعلیم نہ فرماتے اور یہ جو مشہور ہے کہ تقدیر کو کوئی بدل نہیں سکتا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مخلوق نہیں بدل سکتی، اللہ تعالیٰ تقدیر کو بدل سکتے ہیں، جیسا کہ مولانا رومیؒ نے مثنوی میں فرمایا کہ اے اللہ! آپ کو اپنے فیصلوں پر بالادستی حاصل ہے، قضا آپ کی محکوم ہے، آپ پر حاکم نہیں۔

آپ کے فیصلوں کو آپ پر بالادستی حاصل نہیں، لہذا جو فیصلے میرے حق میں برے ہیں ان کو اچھے فیصلوں سے تبدیل فرما دیجیے، کیونکہ آپ کا کوئی فیصلہ برا نہیں ہے کہ وہ تو عین عدل وانصاف اور عین حکمت ہے، لیکن میری شامتِ عمل سے کیونکہ وہ میرے حق میں برا ہے، اس لیے اس کو بدل دیجیے تاکہ میں تباہی و ہلاکت سے بچ جاؤں جیسے عادل جج کسی مجرم کو پھانسی کا حکم سناتا ہے تو فی نفسہ یہ فیصلہ برا نہیں کیونکہ عدل وانصاف پر مبنی ہے لیکن جس کے خلاف یہ فیصلہ اس کے جرائم کی وجہ سے ہوا ہے اس مجرم کے لیے برا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد

مظلوم بیویاں: تم نے سمجھ لیا ہے کہ مرد کے لیے جائز ہے کہ وہ عیاشیاں کرے اور گھر کی مالکہ پر مظالم کرے مگر صبر وضبط تاکے؟ نتیجہ یہ ہوا کہ تمہاری بداعمالیوں اور بدسلوکیوں سے تنگ آکرانہوں نے آغوشِ دِین سے نکلنا اور مرتد وعیسائی ہونا شروع کر دیا، غور کرو تمہارے ظلم وشرارت نے دین کو کتنا زبردست صدمہ اور کتنا ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، کیا کبھی سوچا؟

مگراس سوچنے کی زحمت نفس پرستی دیتی ہی کب ہے؟ کبھی سوچا کہ تمہاری ان گمراہیوں نے اب تک کتنی عفت وعصمت کی دیویوں کو تمہارے ظلم وجور کے خلاف احتجاج کے باعث آغوشِ دِین سے چھین کرآغوشِ کفر وعیسائیت میں دے دیا ہے، جو اسی موقع کی تاک میں ہر جگہ جال پھیلائے بیٹھا ہے۔

پس ان معصوم ومظلوم بندگانِ الٰہی کی حمایت اور تمہارے ظلم وستم کی پاداش میں تم پر جتنے بھی گونا گوں عذاب الٰہی نازل ہوں اور جتنی بھی ذلتوں اور نکبتوں کا تمہیں شکار ہونا پڑے کم ہے۔

مجھے غصہ آتا ہے ان وحشی وظالم شوہروں پر جوان غیور، غریب اور بے زبان وشریف بیویوں کواس درجہ مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ غیر اخلاقی وغیر اسلامی افعال پراتر

آئیں، شرم وحیا، نام وناموس کو طاق پر رکھیں اور ظالم شوہروں سے مخلصی ونجات پانے کے لیے اِرتداد جیسے گناہ عظیم کاارتکاب کریں اور تمہاری بداعمالیوں کی طویل فہرست میں تمہارے ایک ایسے ناقابل عفواور فوری گرفت کے قابل ظلم وبربریت کااضافہ ہو۔(خطبات جمعہ وعیدین ص۱۱۶)

عَامِر عُثمَانی مدِیر تَجَلّی

لیجیے جدائی کی ایک خاصی طویل مدت کے بعد آپ کا تجلی پھر آپ کے ہاتھ میں ہے، وہ تجلی جسے آپ پیار کرتے ہیں، جس کی ناچیز ہستی آپ کی بارگاہِ شوق میں ایک حسنِ منتظر کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور جس کوآپ کی والہانہ پذیرائیوں نے اس حد تک جری بنادیا ہے کہ وہ جب چاہے مہینے دومہینے تجلہ عدم سے روپوش ہو کر آپ کو اِضطراب واِنتظار کی بھٹی میں جھونک دیتا ہے اور ذرا نہیں ڈرتا کہ اس تغافل کے جواب میں آپ کہیں ترکِ وَفا ہی پرآمادہ نہ ہوجائیں، یہ جرأت ،یہ ناز، یہ اِعتماد، یہ طمانیت کیااس لائق نہیں کہ ہمارا سر بارگاہ ایزدی میں تشکر کے لیے جھک جائے اور ہم دلی مسرت کے ساتھ تحدیثِ نعمت کافریضہ بایں اَلفاظ ادا کریں کہ اے اللہ ! تیری عطاو بخشش کے قربان ! تیرے فضل وکرم نے ایک بندہ ناچیز کواس پرچے کی ادارت عنایت فرمائی ہے جسے ہزاروں انسان پیار کرتے ہیں، جس کے ناز اٹھائے جاتے ہیں، جسے سرآنکھوں پر جگہ دی جاتی ہے اور جس کے اَوراق کو تجارت کے میزان میں نہیں بلکہ دِلوں اوررُوحوں کی ترازو میں اَنمول موتیوں کی طرح تولا جاتاہے۔الحمدللہ فالحمدللہ (ماہنامہ تجلی اگست ۱۹۶۰)

نہ جانے کتنی بارایسا ہوچکا ہے کہ ہماری طرف سے اچانک ایک ماہ کی چھٹی کااعلان کردیا گیاہے اور ناظرین کرام پر یہ اعلان کوفت اور بدمزگی کی برق بن کر گرا ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خریداروں میں مایوسی پھیلی ہواور کچھ لوگوں نے جھنجھلا کر ترک تعلق کر لیاہو بلکہ اس کے برعکس ان کاذوق وشوق روافزوں۔

اردو

الفاظ معانی

اِثنا: دو یعنی دو کی تعداد

اِثنا عشری: شیعہ فرقہ،ایک آنت کانام

اَثواب: ثوبؒ کی جمع پہننے کے کپڑے

اَثیر: بلند۔آسمان، کرّہ نار (آگ کا کرّہ)

اَثیم: اِثمؒ سے ہے گناہ گار

اَثیل: بڑے خاندان کی نسل کا

اِجابَت: ماننا۔ منظوری

اُجاج: کڑوا پانی، شور پانی، کڑوانمک

اِجارہ: ٹھیکہ، ٹھیکہ لینا، کرائے پر دینا

اِجازت: حکم دینا۔ پروانگی دینا

اَجانِب: اجنبی کی جمع، پرایا، بیگانہ

اِجّانَہ: مٹی کا مرتبان جس میں سرکہ بناتے ہیں

اِجارۃ: پناہ دینا۔ لانا

اِجادَت: نیک کرنا،نیک بنانا،رواں کرنا

اُجّاص: آلو بخارا

اُجاق: دیگ دان۔ چولہا

اِجتِباء: پسند کرنا۔ چھانٹنا

اِجتِناء: پھل چننا۔ میوہ اکٹھا کرنا

اِجتِرا: دلیر ہونا۔ جرأت کرنا

اِجتِناب: بچنا۔ پرہیز کرنا۔ گوشہ پکڑنا

اِجتماع: اکٹھا ہونا۔ جمع ہونا

اِجتہاد: قرآن وسنت سے فکر سے مسئلہ نکالنا

اِجتِرار: کھینچنا۔اونٹ کا چرنا۔اونٹ کا جگالی کرنا

اِنجام: بازرکھنا۔ ہلاکت کے قریب پہنچانا

اَجداد: جدؒ کی جمع باپ دادا

اَجدَر: لائق، کسی چیز کا زیادہ مستحق

عربی گنتی (العدد)

مِائَةٌ:	(۱۰۰)
مِائَتَانِ:	(۲۰۰)
ثَلَاثُمِائَةٍ:	(۳۰۰)
اَرْبَعُمِائَةٍ:	(۴۰۰)
خَمْسُمِائَةٍ:	(۵۰۰)
سِتُّمِائَةٍ:	(۶۰۰)
سَبْعُمِائَةٍ:	(۷۰۰)
ثَمَانُ مِائَةٍ:	(۸۰۰)
تِسْعُمِائَةٍ:	(۹۰۰)
اَلْفٌ:	(۱۰۰۰)
عَشَرَةُ الآفٍ:	(۱۰۰۰۰)
عِشْرُونَ اَلْفًا:	(۲۰۰۰۰)
ثَلَاثُوْنَ اَلْفًا:	(۳۰۰۰۰)
اَرْبَعُوْنَ اَلْفًا:	(۴۰۰۰۰)

خَمْسُوْنَ اَلْفًا: (۵۰۰۰۰)
پچاس ہزار

سِتُّوْنَ اَلْفًا: (۶۰۰۰۰)
ساٹھ ہزار

سَبْعُوْنَ اَلْفًا: (۷۰۰۰۰)
ستر ہزار

ثَمَانُوْنَ اَلْفًا: (۸۰۰۰۰)
اسی ہزار

تِسْعُوْنَ اَلْفًا: (۹۰۰۰۰)
نوے ہزار

مِائَةُ اَلْفٍ: لاکھ (۱۰۰۰۰۰)

آب خوست: دریا کے درمیان کی خشکی
آب خیز: وہ زمین جہاں سے بھی کھودیں پانی نکل آئے۔
آب خیز کردن: سبیل لگانا، پانی وقف کرنا
آب دادن: چمکانا۔ جلادینا۔ صیقل کرنا
آب دادہ: جوہر دار۔ تیز کیا ہوا۔
آب دار: چمکیلا۔ بارونق۔ پانی رکھنے والا نوکر
آب دار: دولت مند آدمی، خوراک کا داروغہ
آب دار باشی: داروغہ رسد وغیرہ
آب داری: چمک۔ صفائی، تلوار کی تیزی
آب داشتن: سیراب رکھنا۔ تروتازہ رکھنا
آب دان: پانی کا برتن۔ تالاب۔ مثانہ
آبدانک: چھوٹا مثانہ
آب درآزردن: پانی نکالنا۔ رس نکالنا
آب در جگر داشتن: دولت مندی، مستی
آب در جگر نبودن: بے حد غربت،
آب در جگر نداشتن: بے حد غربت
آب در جگر نگزاشتن: بے حد غربت،
آب در جگر ناندن: بے حد غربت، محتاجی
آب در جوئے تُست: تو صاحب دولت واقبال ہے
آب در جوئے نماندن: غریب ہونا
آب در چشم نداشتن: آنکھوں میں شرم نہ رہنا